بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

مُسلسل اِشاعت کے 61 سال

مجلس تحفظِ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

ملتان

لولاک

شمارہ: 8 | اگست 2024ء

جلد: ۲۸ | صفر المظفر ۱۴۴۶ھ

Email:
khatmenubuwwat@ymail.com

قادیانیوں کی وکالت پر جناب مجیب الرحمٰن شامی سے چند گزارشات

لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کے متنازعہ فیصلہ کی تصحیح

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

ماہنامہ لولاک ملتان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

شمارہ : ۸ جلد : ۲۸

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
حضرت مولانا عبدالرحمٰن میانویؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
پیر طریقت حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
حضرت مولانا سعید احمد صاحب جلالپوری شہیدؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ
مولانا محمد اکرم طوفانیؒ

مجلس منتظمہ

مولانا غلام رسول دینپوری	مولانا محمد اسماعیل شجاعبادی
علامہ احمد میاں حمادی	مولانا فقیر اللہ اختر
مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا قاضی احسان احمد	مولانا محمد اسحاق ساقی
مولانا مفتی محمد راشد مدنی	مولانا محمد وسیم اسلم
مولانا محمد حسین ناصر	چوہدری محمد اقبال
مولانا محمد قاسم رحمانی	مولانا عبدالرزاق
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا محمد اویس

بانی : مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی : حضرت مولانا حافظ محمد ناصر الدین خاکوانی صاحب

زیر سرپرستی : حضرت مولانا سید سلیمان یوسف بنوری صاحب

نگران اعلیٰ : حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نگران : حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر : حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر : صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب : مولانا عزیز الرحمٰن ثانی

کمپوزنگ : یوسف ہارون

ناشر : عزیز احمد مطبع : تشکیل نو پرنٹرز ملتان
مقام اشاعت : جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

رابطہ : عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ
حضوری باغ روڈ، ملتان فون : 0333-8827001, 061-4783486

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کلمۃ الیوم

قادیانیوں کی وکالت پر جناب مجیب الرحمٰن شامی سے چند گزارشات	مولانا اللہ وسایا	03
جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب کی وضاحت	ادارہ	12

مقالات و مضامین

جانِ جاناں کا پیام آ ہی گیا/ سیراب آرزو (منظوم)	سید نفیس الحسینی شاہ/ علامہ طالوت	14
انتخاب لاجواب	حافظ محمد انس	15
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاریخی مکتوب گرامی	ادارہ	17
فسق یزید پر خانقاہ سراجیہ کا موقف واضح ہے	مولانا صاحبزادہ عزیز احمد	18
مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کا ختم نبوت کانفرنس نورنگ سے خطاب	ضبط و ترتیب: مولانا محمد ابراہیم ادھمی	19

شخصیات

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ	مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ	27
مولانا بشیر احمد شاد کے دو صاحبزادوں کا وصال	مولانا محمد قاسم رحمانی	30

رد قادیانیت

لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کے ایک متنازعہ فیصلہ کی تصحیح	مولانا اللہ وسایا	31
کیا قادیانی قربانی کر سکتے ہیں؟ عبادت گاہیں بنا سکتے ہیں؟	مفتی عبدالصمد ساجد	37
قادیانیوں کی قانونی و دینی حیثیت، پاکستان میں بحیثیت ایک اقلیت	جناب رفیق گوریجہ ملتان	42

متفرقات

چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ	تبصرہ نگار: مولانا محمد احمد حافظ	47
تبصرہ کتب	مولانا عتیق الرحمٰن سیف	50
حیدرآباد ڈویژن میں ختم نبوت کی بہاریں	مولانا محمد ابرار شریف	52
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	54

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمۃ الیوم

قادیانیوں کی وکالت پر جناب مجیب الرحمٰن شامی سے چند گزارشات

نامور، کہنہ مشق، صحافی جناب مجیب الرحمٰن شامی نے دنیا نیوز کے پروگرام ’’نقطہ نظر‘‘ میں ۲۴؍جون ۲۰۲۴ءکوخطاب کرتے ہوئے فرمایا: (۱)’’ایک اقلیت تو ایسی ہے کہ ہم اس کا نام ہی نہیں لے سکتے جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور ہم انہیں قادیانی کہتے ہیں۔(۲)ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔(۳)آپ کو قربانی نہیں کرنے دیں گے، آپ کو نماز نہیں پڑھنے دیں گے، آپ کے بکرے جو ہیں ہم اٹھا کے لے جائیں گے، آپ نے ۵۰ ہزار کا خریدا ہے، ہم اسے ۲۵ ہزار کا واپس لے لیں گے۔ یہ کیا تماشا ہے؟ (۴)اور آپ کو عبادت گاہ نہیں بنانے دیں گے۔او بھائی! آپ بیٹھیں۔ ہمارے حافظ نعیم الرحمٰن صاحب، حضرت مفتی فضل الرحمٰن صاحب اور منیب الرحمٰن صاحب اور تقی عثمانی صاحب یہ بیٹھیں۔(۵)خدا خوفی کریں۔(۶)ان کی بھی حدود و قیود طے کردیں۔اس طرح نہ کریں کہ یہ پاکستان کو ہندوستان بنادیں۔ ہندو یاتروں والے یہاں دندناتے پھریں اور آپ چین سے بیٹھے رہیں۔ ہر شخص جو پاکستان کا شہری ہے خواہ کسی مذہب سے تعلق رکھتا ہو، کسی نسل سے تعلق رکھتا ہو، کسی علاقے کا رہنے والا ہو اس کی جان اس کے مال، اس کی آبرو کی حفاظت حکومت پاکستان کی اور ریاست پاکستان کی اوّلین ذمہ داری ہے۔(۷)یہ جو قادیانی حضرات ہیں ان کے ساتھ بھی بیٹھیں۔ان کی باتیں سنیں۔ان کو آپ نے دستوری طور پر ایک اقلیت قرار دیا ہے، اور غیر مسلم قرار دیا ہے ان کی بات سنیں ان کے اپنے شہری حقوق ہیں۔ان کا احترام کریں۔تو اس لئے اب وقت آگیا ہے کہ ہم یہ خوف کی چادر جو ہے اس کو اتار پھینکیں اور جو بات حقیقت ہے اس کو بیان کریں اور اس سے نہ ڈریں، نہ ہجوم سے ڈریں اور نہ بے لگام مذہبی رہنماؤں سے ڈریں۔‘‘

دنیا نیوز چینل پر جس مسلمان نے جناب شامی کا مذکورہ بالا بیان سنا وہ ششدر رہ گیا کہ اتنی تو تو، میں میں، جارحانہ گفتگو، اشتعال انگیز زبان، توہین آمیز طرز تخاطب، اس عمر میں جناب شامی صاحب کی شایان شان نہیں تھا۔ چنانچہ اس پر بعض حضرات کا سوشل میڈیا پر شدید ردعمل آیا۔بعض حضرات نے اسے قادیانیوں کی وکالت پر محمول کیا۔بعض حضرات نے کہا کہ قادیانی لابنگ کے اثرات اس گفتگو کے ایک ایک لفظ سے ٹپکتے ہیں۔تحریک لبیک کے بعض حضرات کے شامی صاحب کی اس گفتگو پر ریمارکس تو جواب آں

غزل قرار دیئے جاسکتے ہیں۔ جناب شامی صاحب نے ان نوجوانوں کی گفتگو کو ’’بدتمیزی‘‘ سے تعبیر کیا۔ جناب شامی صاحب کی یہ گفتگو جس میں ’’بے لگام مذہبی رہنماؤں‘‘ کے الفاظ استعمال کیے۔ ان کے متعلق نرم سے نرم الفاظ میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ الفاظ جس لابی نے ان کے منہ میں ڈالے ہیں یہ بلاوجہ نہیں۔ ورنہ اس عمر میں ان کے اس طرز تخاطب کو آبرومندانہ کہنا بہت مشکل ہورہا ہے۔ جناب شامی صاحب کو نہیں بھولنا چاہئے کہ اگر کوئی چاہتا ہے میرا احترام سے نام لیا جائے تو اس کا بھی فرض بنتا ہے کہ خود بھی احترام کا دامن نہ چھوڑے۔ ورنہ یہی ہوگا جس کا آپ نے سامنا کیا۔

گنبد کی آواز ہے، جیسی کہو ویسی سنو!

جماعت اسلامی کے امیر محترم حافظ نعیم الرحمٰن، جمعیت علماء اسلام کے امیر محترم مولانا فضل الرحمٰن، تنظیم المدارس العربیہ کے سربراہ مولانا مفتی منیب الرحمٰن، وفاق المدارس العربیہ کے سربراہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم ایسے گرامی قدر اور ذی وقار جید علماء کرام کے متعلق شامی صاحب عامیانہ گفتگو کو جتنا بھی نرم الفاظ میں بیان کریں تب بھی سوقیانہ انداز تخاطب باعث تعجب ہی نہیں باعث ندامت بھی ہے۔

حیرانگی اس امر پر ہے کہ انہوں نے اپنے ذوق جنوں کی تسکین یا قادیانیوں کی وکالت میں جو آتش بیانی کی، لگتا ہے کہ شامی صاحب نے قادیانیوں کی وکالت میں حقائق کو جس بری طرح مسخ کیا ہے۔ اس کے پس منظر میں کیا کیا عوامل کام کررہے تھے۔ ذرا سوچئے! ہم نے اس پر نمبر لگا دیئے ہیں قارئین نمبروار ان کا جائزہ لیں:

۱...... ’’ایک اقلیت تو ایسی ہے کہ اس کا نام ہی نہیں لے سکتے جو اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں اور ہم انہیں قادیانی کہتے ہیں۔‘‘

جناب شامی صاحب نے ایک ہی جملہ کے اول اور آخر میں دو متضاد باتیں فرمادیں کہ ان کا نام نہیں لے سکتے اور پھر اس جملہ کے آخر میں ان کا نام احمدی اور قادیانی ذکر کردیا۔ اس تضاد بیانی کو کیا نام دیا جائے؟ اور اس میں انہوں نے اس حقیقت کو بھی نظر انداز کردیا کہ قادیانی صرف خود کو احمدی نہیں کہتے بلکہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے ماننے والوں کو مسلمان اور حضور علیہ السلام کے ماننے والوں کو کافر گردانتے ہیں۔ اگر آپ نے سچ کہنا تھا تو پورا سچ بولتے کہ عیسائی، یہودی، ہندو، سکھ تمام مذاہب کے رہنما اور پیروکار حضور علیہ السلام کی امت اور آپ ﷺ کے پیروکاروں کا یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے ماننے والے مسلمان ہیں۔ ایک قادیانی اقلیت ایسی ظالم ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کے ماننے والے مسلمانوں کو کافر اور مرزا قادیانی کے ماننے والے کافروں کو مسلمان کہتی ہے۔

۲...... آپ نے فرمایا کہ ’’ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے۔‘‘ تمام تر احترام کے باوجود جناب شامی

صاحب کا یہ کہنا سراسر قادیانی غلط بیانی کا شاہکار ہے۔ پاکستان میں قادیانی کاروبار کررہے ہیں ان کی ملیں ہیں، ان کی فیکٹریاں، دکانیں، مکانات، جائیدادیں ملازمتیں ہیں ان پر کوئی روک ٹوک نہیں۔ اس کے علی الرغم باہر کے ویزے لینے کے لئے قادیانی جماعت کی قیادت دروغ گوئی کے ذریعہ سے پاکستان کو بدنام کرتی ہے۔ مغربی اداروں (اقوام متحدہ، آئی ایم ایف) کے سامنے اپنی نام نہاد مظلومیت کی فرضی داستانیں وضع کرکے پاکستان کے لئے مشکلات کھڑی کرتے ہیں ان کی اس پاکستان دشمنی کو سپورٹ کرتے ہوئے شامی صاحب کا کہنا کہ ’’ان کی زندگی اجیرن کی ہوئی ہے‘‘ پاکستان کو بدنام کرنے میں قادیانیوں کے الزام کو حقیقت کے روپ میں پیش کرنے کی جناب مجیب الرحمٰن شامی سے توقع نہ تھی۔ اس پر سوائے اظہار افسوس کے اور کیا کہا جائے؟

۳...... آپ کا یہ کہنا کہ: ’’قربانی نہیں کرنے دیں گے، نماز نہیں پڑھنے دیں گے، بکرے اٹھالے جائیں گے، ۵۰ ہزار کا خریدا ہے پچیس ہزار کا واپس لیں گے۔‘‘

جواباً عرض ہے کہ قرآن مجید کی رو سے قربانی شعائر اسلام میں سے ہے۔ قادیانی اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کے لئے قانوناً اسلامی شعائر استعمال نہیں کرسکتے۔ کیا آپ ان کو لائسنس مہیا کرنا چاہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کو کافر قرار دیں اور اسلامی شعائر کو استعمال کرکے اپنے کفر کو اسلام ثابت کریں اور ایک اسلامی ملک میں کفر و اسلام کے امتیاز کو پائمال کریں۔ قادیانیت اور اسلام میں رات اور دن، اندھیرے اور روشنی، زمین اور آسمان سے زیادہ تفاوت ہے۔ قادیانی اس تفاوت کو مٹانے کے درپے ہیں۔ اس امر میں قادیانی موقف کی حمایت کا کیا جواز ہے؟ کاش اس پر غور کیا ہوتا۔

۴...... آپ کا یہ کہنا کہ: ’’بکرے اٹھا کر لے جائیں گے‘‘ یہ محض قادیانیوں کا غلط پروپیگنڈہ ہے۔ جان بوجھ کر انہوں نے مسلمانوں کو بدنام کرنے اور خود کو مظلوم ثابت کرنے کے لئے مرزا قادیانی کی کذب بیانی کے ریکارڈ کو بھی مات کیا ہوا ہے۔ کہیں پر ایسے ہوا؟ اس کی کوئی مثال؟

یہ تمام تر قادیانی ملعونانہ پروپیگنڈہ ہے۔ جہاں کہیں اس قسم کی داستان وضع کی گئی، چیلنج سے کہا جاسکتا ہے کہ وہاں قادیانیوں کی اپنی شرارت، کذب بیانی، مکر وفریب اور دھوکہ دہی کا رقص آپ کو نظر آئے گا۔ قادیانی خود ہی سازش کرتے ہیں، خود ہی اپنے کارندوں کے ذریعہ ماحول بنا کر اپنی فرضی مظلومیت سے پاکستان کو بدنام اور خود کو باہر کے ویزوں سے مالا مال کرتے ہیں۔ قادیانی پروپیگنڈہ اور جناب شامی صاحب کا اس کی تائید کرنا یہ وہ شاخسانہ ہے کہ اس پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے۔

۵...... آپ کا فرمانا: ’’آپ کو عبادت گاہیں نہیں بنانے دیں گے‘‘ جواباً عرض ہے کہ قادیانی خود کو غیر مسلم

تسلیم کریں، اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارش کے مطابق اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی طرز پر نہ بنائیں، اپنی عبادت گاہ کو مسجد نہ کہیں۔ لیکن قادیانی خود کو مسلمان ثابت کرنے کے لئے، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی طرز و ہیئت اور مسجد کا نام دیتے ہیں، جو سراسر قانون کی خلاف ورزی ہے۔ اور شامی صاحب ان کے اس غیر اسلامی، غیر قانونی طرز عمل پر ان کو روکنے کی بجائے مسلمانوں پر چڑھائی شروع کر دیں تو سوچنے کی بات ہے کہ شامی صاحب کفر کی حمایت کر رہے ہیں یا اسلام و ملک کی خدمت کر رہے ہیں؟

دنیا بھر میں کوئی مسیحی اپنے چرچ کو مسجد اور کوئی مسلمان اپنی مسجد کو چرچ نہیں کہتا۔ کہیں کوئی ایسا واقعہ نہ ہوا اور نہ ہوگا۔ نہ دور دور تک اس کا کوئی خدشہ ہے۔ رہے قادیانی تو وہ اپنے کفر کو اسلام اور اسلام کو کفر کہیں، اپنی عبادت گاہ کو مسجد کی ہیئت و طرز پر بنائیں اور اس کو مسجد کا نام دیں جو پاکستان کے قانون، سپریم کورٹ کے فیصلوں کے بھی منافی ہے اور اس پر جناب شامی صاحب آپے سے باہر ہو کر فرمائیں کہ ان کو کیوں عبادت گاہیں نہیں بنانے دیتے؟

کراچی کے صرف صدر کے علاقہ میں چھ چرچ ہیں۔ ایک ایک چرچ کئی کئی کنالوں کے رقبہ پر مشتمل ہے۔ کہیں کسی نے اعتراض کیا؟ وہ تمام جگہ چرچ کے نام پر ہے۔ قادیانی تمام عبادت گاہوں کی زمین مساجد کے نام پر ہے یا قادیانیوں کے گھر اور سکنی رقبہ ہے۔ اپنے گھر کو یا مسجد کے نام پر جگہ کو اپنی عبادت گاہ قرار دیتے ہیں، جس سے اشتعال پھیلتا ہے۔ خود کو غیر مسلم تسلیم کریں۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے علاوہ اور کسی نام سے رجسٹرڈ کرائیں، کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

اگر ان کی طرز تعمیر مسجد کی طرز و ہیئت پر ہو، نقشہ منظور کرا کر تعمیر نہ کرائیں اور شرارت سے غیر قانونی حرکت کریں، مسجد کی جگہ کے نام سے الاٹ شدہ قطعہ پر یا اپنے گھر کے سکنی رقبہ پر عبادت گاہ تعمیر کریں۔ جو آئین، قانون، اخلاق اور انتظامی لحاظ سے یکسر منافی اور اس پر شامی صاحب کا پروپیگنڈہ اور وکالت، کیا یہ بلاوجہ ہے؟ اس پر اسلامیان وطن غور فرمائیں۔

۶...... آپ کا فرمانا: ’’خدا خوفی کریں۔‘‘

آپ سے بھی یہی درخواست ہے کہ کفر بواح کی ناجائز وکالت کر کے پاکستان کو بدنام کرتے ہوئے ’’خدا خوفی کریں۔‘‘

۷...... آپ کا فرمانا: ’’ان کی حدود و قیود طے کریں‘‘ قادیانیوں کی حدود و قیود قانون نے طے کر دی ہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں قادیانی خود کو ان حدود و قیود کا پابند بنائیں۔ آئین و قانون کو تسلیم کریں، کہیں ان سے زیادتی ہو رہی ہے تو وہ عدالت جائیں۔ جن سے زیادتی ہو وہ عدالت جاتا ہے، وہ جائیں عدالت۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کا

موقف سن کر فیصلہ عدالتیں دے چکی ہیں۔ ان پر عمل کرنا ایک وفادار محبّ وطن شہری کا فرض ہے۔ اس سے ان کو کوئی شکایت ہے تو خود کو غیر مسلم رجسٹرڈ کرائیں۔ ہندو، سکھ، مسیحی، بدھ مت وغیرہ مذاہب سے کسی کو کوئی تنازعہ نہیں۔ ان کی عبادت، ان کے عقائد وہ سب پر واضح ہیں۔ قادیانیوں کا مسلمانوں کے شعائر پر قبضہ اور وہ بھی غاصبانہ، اس لئے کہ ان شعائر پر چودہ سو سال سے اسلام کی ملکیت کا ٹھپہ، امت مسلمہ کی شناخت کی چھاپ لگی ہوئی ہے قادیانی مسلمانوں کی ملکیت اور شناخت مجروح کر کے خود ان کے مالک بن بیٹھیں اور مسلمانوں کو بے دخل قرار دے دیں اور جناب مجیب الرحمٰن شامی ان کے اس طرز عمل کی وکالت پر غم وغصہ اور جلال وجاہ کی آتش بیانی کا منظر قائم کریں۔ ہم مسکینوں کو چیلنج کرنے کی بجائے بتایا جائے کہ آخر اس کا کوئی جواز ہے؟

۸...... آپ کا فرمانا کہ: ''یہ جو قادیانی حضرات ہیں ان کے ساتھ بیٹھیں، ان کی باتیں سنیں، دستوری طور پر ان کو ایک اقلیت قرار دیا ہے۔ ان کے حقوق کا احترام کریں۔''

محترمی! آپ کے جذبات یا مفادات یا آپ کو جو تیاری کرائی گئی اس کا اظہار تو آپ کو مبارک ہو، لیکن واقعات دوسری کہانی بیان کرتے ہیں۔

۱...... قادیانیوں کا قائداعظم کے جنازہ پر موجود ہونے کے باوجود مسلمانوں کے ساتھ نہ کھڑا ہونا۔

۲...... پاکستان کو اکھنڈ بھارت بنانے کے بھاشن دینا۔

۳...... گورداسپور کو ہندوستان کے سپرد کر کے اس کو کشمیر کے لئے راستہ دینا۔

۴...... قومی اسمبلی میں ان کا ہفتوں موقف سننے کے بعد اسمبلی کا متفقہ فیصلہ کرنا۔

۵...... درجنوں بار، سپریم کورٹ کا ان کے موقف کو سننا اور ان فیصلوں پر مسلمانوں کا اظہار اطمینان کرنا۔

۶...... قادیانیوں کا قومی اسمبلی اور سپریم کورٹ کے فیصلوں کو پاؤں تلے حقارت سے روندنا۔

۷...... مسلمانوں کا جنازہ نہ پڑھنا۔

۸...... مسلمانوں سے رشتہ نہ کرنا۔

۹...... مسلمانوں کو بیک جنبش قلم کافر قرار دینا۔

۱۰...... دنیا بھر میں پاکستان کو بدنام کرنا اور پاکستان میں سب سے زیادہ سرکاری رعایات سمیٹنا اس کے باوجود آپ فرماتے ہیں کہ ان کے حقوق کا خیال رکھا جائے؟

یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں

آج سے مہینوں پہلے ایک صدا کا اٹھنا کہ:

۱...... قانون میں ابہام ہے۔

۲...... قادیانیوں کے متعلق سپریم کورٹ جانا چاہئے۔

۳...... سپریم کورٹ سے ایک کیس کا متنازعہ فیصلہ آنا۔

۴...... اس کی نظر ثانی کی سماعت کا مکمل ہو جانا اور فیصلہ میں تاخیر کا ہونا۔

۵...... وزیراعظم کی طرف سے چاروں صوبائی ہوم سیکرٹریز حضرات کو قادیانیوں کی اچانک حفاظت کا حکم نامہ جاری کرنا۔

۶...... جناب سبزواری صاحب کا سینیٹ میں قادیانی موقف کی ترجمانی کرنا۔

۷...... جیو نیوز پر پروگرام ’’آج شاہ زیب خانزادہ کے ساتھ‘‘ میں قادیانیوں کی فرضی مظلومیت کا واویلا کرنا۔

۸...... سندھ حکومت کا قادیانیوں کے متعلق آئی، جی کو حکم کرنا۔

۹...... امریکہ کا قادیانیوں کی حمایت میں بولنا۔

۱۰...... وفاقی وزارت داخلہ کا مبینہ طور پر عقیدہ ختم نبوت کی خدمات سرانجام دینے والوں کی فہرستیں تیار کرانے کا حکم جاری کرنا۔

۱۱...... غامدی ذریت کا قادیانی حمایت میں ہلکان ہونا۔

۱۲...... ہمارے بہت قابل احترام رہنما کا فرمانا کہ: ’’قادیانیوں کے شہری حقوق کے بارہ میں دن بدن بڑھتی چلی جانے والی کنفیوژن کا باہمی مشاورت کے ساتھ کوئی متوازن حل نکالیں‘‘ یہ بات وہ قابل احترام بزرگ فرمارہے ہیں جو پہلے خود بارہا فرما چکے ہیں کہ: ’’قادیانی جب تک آئین میں مقرر کردہ اپنی حیثیت کو تسلیم نہیں کرتے وہ کسی رعایت یا حقوق کے مستحق نہیں۔ ان کی حیثیت آئین کے ایک باغی کی ہے۔ ان کو قانون کا پابند بنایا جائے۔ یہ حکومت کے ذمہ ہے۔‘‘

قابل احترام رہنما کا یہ بیان وہ بیانیہ ہے جس پر تمام دینی قیادت جمع ہے۔ یہی موقف اس وفد نے جناب شامی صاحب کے سامنے رکھا جو ان سے ملنے کے لئے گیا تھا۔

۱۳...... جناب شامی صاحب کا دنیا نیوز چینل پر قادیانی موقف کی وکالت کرنا اور کونوں کھدروں سے قادیانیوں کی بے جا حمایت اور فرضی مظلومیت کی جعلی کہانیوں کی بھرمار یہ سب کچھ بلاوجہ نہیں؟

قادیانی عوام سے درخواست

قادیانی جماعت اپنی ان شرارتوں سے ایک ایسی فضا بنا رہی ہے کہ دھول بیٹھنے کے بعد پتہ چلے گا کہ جس پر وہ سوار تھے وہ گدھا تھا یا گھوڑا؟

اللہ تعالیٰ سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ امریکی لابی سی پیک کی دشمنی میں ہمارے ملک میں جو حالات بنا رہی ہے ہمارا ملک ان کا متحمل نہیں۔ ہاں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ میں اگر ہمیں کہیں زنگ لگ گیا ہے اور قدرت اسے دور کرنا چاہتی ہے تو زہے نصیب!

تحریکیں کسی کے کہنے پر نہیں چلتیں، تحریک کے حالات مسلسل واقعات کے ردعمل میں بنتے ہیں پھر کوئی حادثہ تحریک کا باعث بن جاتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ماضی میں قادیانی حماقتوں کے نتیجہ میں حالات نے تحریک کا رخ اختیار کیا۔ ظفر اللہ قادیانی نے قادیانیت کو اسلام اور اسلام کو کفر کہا تو حالات نے تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کا روپ اختیار کیا۔ قادیانیوں نے چناب نگر میں نشتر کالج ملتان کے مسلمان طلباء کو مارا پیٹا، زخمی کیا تو ۱۹۷۴ء کی تحریک نے جنم لیا۔ اب قادیانیوں کی لابنگ، امریکہ، آئی ایم ایف کے ذریعہ پاکستان کے عوام کو مشتعل کرنا چاہتی ہے تو قادیانی عوام سوچیں کہ ان کے راستے میں پاکستان دشمنی کے کانٹے قادیانی قیادت کیوں بچھا رہی ہے؟

قادیانی خود بھی بچیں اور پاکستان کو بھی خوشحالی کے راستے پر چلنے دیں۔ اس میں سب کا بھلا ہے۔ رہی لیگ حکومت یا غامدی ذریت ان کو کچھ کہنے سے، نہ کہنا بہتر ہے۔

دس قادیانی عقائد

شامی صاحب سے گزارش ہے: آیئے! قادیانی حوالہ جات اور ان کے نتائج پر پہلے نظر ڈالتے ہیں:

۱...... ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات، رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان (مسلمانوں) سے اختلاف ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل، ج۱۹، نمبر۱۳، مورخہ ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

۲...... ’’اس کے بعد حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) نے صاف حکم دیا کہ غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں جب کہ ان کے غم میں ہم نے شامل ہی نہیں ہونا تو پھر جنازہ کیسا۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج۳، نمبر۱۲۰ مورخہ ۱۸؍جون ۱۹۱۴ء)

۳...... ’’خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔‘‘ (تذکرہ ۶۰۷ طبع ۴)

۴...... ’’جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا ورسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ص ۲۷۵، ج ۳)

۵...... ’’کل جو مسلمان حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔‘‘

(آئینہ صداقت ص ۳۵ مصنفہ خلیفہ قادیان)

۶...... ’’یہ بات تو بالکل غلط ہے کہ ہمارے اور غیر احمدیوں کے درمیان کوئی فروعی اختلاف ہے...... کسی مامور من اللہ کا انکار کفر ہو جاتا ہے ہمارے مخالف حضرت مرزا صاحب کی ماموریت کے منکر ہیں۔ بتاؤ کہ یہ اختلاف فروعی کیونکر ہوا۔ قرآن مجید میں تو لکھا ہے: لانفرق بین احد من رسلہ لیکن حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے انکار میں تو تفرقہ ہوتا ہے۔‘‘

(نہج المصلیٰ مجموعہ فتاویٰ احمدیہ ص۲۷۴، ۲۷۵ مولفہ محمد فضل خان قادیانی)

۷...... ’’ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔‘‘

(کلمۃ الفصل مصنفہ بشیر احمد قادیانی ص۱۱۰)

۸...... ’’ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔‘‘ (انوار خلافت ص۹۰)

۹...... ’’(میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) فرمایا جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے۔ اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جا سکتا۔‘‘

(خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ج۱۰، نمبر۳۲، ص۶ مورخہ ۲۳؍اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۱۰...... ’’پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔‘‘ (مرزا بشیر احمد پسر مرزا قادیانی کلمۃ الفصل ص۱۵۸)

دس نتائج

ان قادیانی دس حوالہ جات سے یہ دس باتیں ثابت ہوئیں کہ:

۱...... قادیانیوں کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی ذات، حضور سرور کائنات علیہ السلام کی ذات، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں مسلمانوں سے اختلاف ہے۔

۲...... قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کی شادی، غمی، جنازہ، میں شرکت جائز نہیں۔

۳...... قادیانیوں کے نزدیک تمام مسلمان جو مرزا کو نبی نہیں مانتے سب نان مسلم ہیں۔

۴...... مرزا کو نہ ماننے والا جہنمی ہے۔

۵...... مرزا کو نہ ماننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۶...... قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں سے اختلاف فروعی نہیں اصولی ہے۔

۷...... قادیانیوں کے نزدیک مرزا کا نہ ماننے والا صرف کافر نہیں بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۸...... قادیانیوں کے نزدیک مسلمانوں کو مسلمان نہ سمجھنا فرض ہے۔

۹...... مسلمانوں کا نماز جنازہ حتیٰ کہ مسلمانوں کے بچوں کا بھی جنازہ پڑھنا جائز نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ظفر اللہ قادیانی نے قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ بانی پاکستان کا نماز جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

۱۰...... مرزا قادیانی معاذ اللہ محمد رسول اللہ ہے۔

ان قادیانی دس حوالہ جات سے دس نتائج برآمد ہوئے۔

ان کے ہوتے ہوئے قادیانیوں کی وکالت کرنا، شامی صاحب سے عقل، تدبر و فکر کی درخواست ہے۔

ان حوالہ جات سے شامی صاحب کو سمجھ جانا چاہئے کہ قادیانی آپ کو کیا سمجھتے ہیں اور آپ ان کے متعلق کیا وکالت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں؟ یہ بات واضح ہے کہ قادیانی مسلمانوں کی شناخت پر غاصبانہ قبضہ کرنا چاہتے ہیں لیکن اس کے باوجود شامی صاحب فرماتے ہیں کہ ’’مسلمان خدا خوفی کریں۔‘‘

شامی صاحب سے بصد ادب و احترام درخواست ہے کہ:

۱...... مسلمانوں کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور رسول ہیں قادیانیوں کے نزدیک حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد مرزا قادیانی بھی اللہ کا رسول اور نبی تھا۔

۲...... مسلمانوں کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کو ایمان کی حالت میں دیکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کے زمانہ میں اس کو قبول کرنے والے بھی صحابی ہیں۔

۳...... مسلمانوں کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کا خاندان اہل بیت رضی اللہ عنہم ہے۔ جبکہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کا خاندان بھی اہل بیت ہے۔

۴...... مسلمانوں کے نزدیک رحمت عالم ﷺ کی ازواج امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن ہیں جبکہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی بیوی بھی ام المؤمنین ہے۔

۵...... مسلمانوں کے نزدیک مدینہ منورہ میں جنت البقیع کا قبرستان مقدس ہے، قادیانیوں کے نزدیک قادیان کا بہشتی مقبرہ بھی مقدس ہے۔

۶...... مسلمانوں کے نزدیک حضور ﷺ کو نہ ماننے والا مسلمان نہیں۔ قادیانیوں کے نزدیک عالم اسلام کے کل مسلمان جو حضور ﷺ کو مانتے ہیں یہ سب مرزا قادیانی کو نہ ماننے کی وجہ سے کافر ہیں۔

۷...... مسلمانوں کے نزدیک آخرت کی نجات رحمت عالم ﷺ کی ذات اقدس کی تصدیق و اتباع میں منحصر ہے۔ جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کو مانے بغیر آخرت کی نجات ممکن نہیں۔

۸...... مسلمانوں کے نزدیک مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ قابل احترام ہیں مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا محمود دوسرا قادیانی خلیفہ کہتا ہے کہ مکہ مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ خشک ہوگیا ہے اب اسلام اور روحانیت مرزا قادیانی سے وابستہ ہے اور وہ برکات قادیان میں ہیں۔

۹...... مسلمانوں کے نزدیک قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے۔ جب کہ قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی پر بھی کلام اللہ نازل ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ کا آخری کلام ہے۔

۱۰...... مسلمانوں کے نزدیک حدیث رسول اللہ ﷺ مشعل راہ ہے۔ جبکہ قادیانیوں کے نزدیک جو حدیث، مرزا قادیانی کے کلام کے خلاف ہے وہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے لائق ہے۔

یہاں اپنی معروضات کو بند کرتے ہوئے شامی صاحب سے درخواست ہے کہ آپ کن کی وکالت پر نکلے ہیں؟ اس پر تنہائی میں غور فرمالیں تو آپ سمیت بہتوں کا بھلا ہوگا۔

قومی ڈائجسٹ کے قادیانیت نمبر کو فروخت کر کے آپ حج پر گئے تھے۔ ایک بار اب بھی سوچ لیں ایمان، ضمیر اور خوف خدا کی شرط کے ساتھ کہ قادیانیوں کی اس وکالت کے بعد آپ رسول اللہ ﷺ کے مواجہہ شریف پر حاضری کا حوصلہ رکھتے ہیں؟

جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب کی وضاحت

۲۴ جون ۲۰۲۴ء کو دنیا نیوز چینل پر جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب کے ایک بیان سے تنازعہ پیدا ہوا۔ متعدد حضرات علماء کرام نے ان سے رابطہ کیا۔ بعض حضرات نے سوشل میڈیا پر اپنا تأثر دیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریری طور پر اپنا مؤقف ان کو بھجوایا۔ جو اسی شمارہ میں بطور اداریہ کے شامل اشاعت ہے۔ اس تحریر کے بعد انہوں نے اپنے صوتی پیغام میں فرمایا کہ مجھے اس تحریر سے مکمل اتفاق ہے۔ ۳/ جولائی ۲۰۲۴ء کی شام کو دنیا نیوز چینل پر آپ نے وضاحتی بیان دیا، جس سے تمام تنازعہ نے دم توڑ دیا ان کا وضاحتی بیان ذیل میں ملاحظہ فرمائیں: (ادارہ لولاک)

میں نے اقلیتوں کے متعلق گفتگو کی تھی، اس میں پھر جو قادیانی ہیں ان کے معاملہ پر گفتگو ہوئی کہ قربانی ہو رہی تھی، ان کے بکرے پکڑے جا رہے تھے، تو ہم نے یہ سوال کیا تھا کہ دستور کے اندر اور قانون کے اندر ان کے مذہبی حقوق کیا ہیں؟ ان کو بھی دیکھنا چاہئے جائزہ لینا چاہئے۔

اس حوالہ سے میں نے جو گفتگو کی تو اس پر کچھ دوستوں کو بڑے اعتراض ہوئے۔ علماء کرام نے مجھ سے رابطہ کیا۔ مولانا الیاس چنیوٹی صاحب اپنے رفقاء سمیت تشریف لائے۔ پھر مولانا اللہ وسایا صاحب،

مولانا زاہد الرشدی صاحب، علامہ شفیق پسروری صاحب، مولانا عبدالخبیر آزاد صاحب، ڈاکٹر راغب نعیمی صاحب نے رابطہ کیا میں نے اپنا موقف دیا، انہوں نے اطمینان کا اظہار کیا۔ مولانا اللہ وسایا صاحب اور شفیق پسروری صاحب نے مجھے مضمون لکھ کر بھجوائے تاکہ میں ان سے استفادہ کروں۔

اب میرے نزدیک تو بات ختم ہوگئی کہ قادیانی جو ہیں وہ ایک الگ مذہب ہے اسلام سے، اس بارے میں کوئی دورائے نہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں۔ ہمارا دستور بھی یہی کہتا ہے۔

اب معاملہ یہ تھا کہ آیا ان کی جو حقوق ہیں دستور پاکستان کے تحت وہ کیا ہے؟

تو علماء کرام سب کی یہ رائے ہے کہ پہلے وہ دستور کو مانیں، اپنا سٹیٹس تسلیم کریں، اپنے آپ کو غیر مسلم مانیں اور پھر جو امتناع قادیانیت آرڈیننس ہے ۱۹۸۴ء کا، جو ایک ویلڈ قانون ہے اس کے مطابق اپنے معاملات چلائیں تو ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

اسلام کے شعائر اور ان کے جو نام ہیں ان کا جو تخصص ہے وہ استعمال نہ کریں، اسلام کے ساتھ اور مسلمانوں کے ساتھ اپنے آپ کو مکس اپ نہ کریں۔ جس طرح ہندو ہیں، سکھ ہیں مسیحی ہیں ان کا الگ تشخص ہے، اسی طرح ان قادیانیوں کا بھی الگ تشخص ہو تو ان سے کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

لیکن اگر یہ اسلام کا نام لیں گے، اسلام کا لبادہ اوڑھیں گے تو پھر تنازعہ پیدا ہوگا اور ایک بدامنی ہوگی۔ یہی موقف ہے جو ہمارے علماء کرام نے بھی اور ہمارے ماہرین قانون طیب قریشی صاحب ہیں اور دوسرے حضرات بھی ہیں سب لوگوں نے یہی کہا کہ دستور اور قانون کے تحت قادیانیوں کی یہی پوزیشن ہے۔ تو میں نے کہا ٹھیک ہے میں نے اس پوزیشن کو ایکسپٹ (قبول) کرلیا۔ جو ان کی رائے ہے، وہی میری رائے ہے۔ میں ان کی رائے کے ساتھ ہوں۔ علماء کے ساتھ ہوں۔ مسلمان عوام کے ساتھ ہوں۔ جمہور کے ساتھ ہوں۔ ان سے مختلف نہیں ہوں۔ یہ بات واضح ہو جانی چاہئے۔...... الحمدللہ! ہم مسلمان ہیں، مسلمانوں کی زندگی جیتے ہیں، اسلام کی موت ہمیں نصیب ہو۔ ہم اپنی پوری ملت اسلامیہ کے ساتھ اور مسلمان عوام کے ساتھ کھڑے ہیں اور علماء کرام کے ساتھ کھڑے ہیں۔

مولانا مفتی محمد راشد مدنی کا دورہ میرپور خاص کنری

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا مفتی راشد مدنی ۲۷؍مئی بروز پیر کو میرپور خاص تشریف لائے۔ شام چار بجے مدرسہ للبنات تجوید القرآن میں بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء بخاری مسجد کنری میں بیان کیا۔ ۲۸؍مئی بروز منگل مدرسہ خدیجۃ الکبریٰ للبنات کنری عمرکوٹ میں مستورات میں بیان کیا۔

جانِ جاناں کا پیام آ ہی گیا

سید نفیس الحسینی شاہؒ

اللہ اللہ جانِ جاناں کا پیام آ ہی گیا
لطف کا پروانہ اک دن میرے نام آ ہی گیا

جذبہ بے اختیار شوق کام آ ہی گیا
اک فقیر بے نوا تک دور جام آ ہی گیا

عاجز و درماندہ سر تا پا شکستہ ہائے ہائے
رفتہ رفتہ تا در بیت الحرام آ ہی گیا

آب حیواں کی تمنا تھی، سو پوری ہوگئی
چشمۂ زم زم آخر تشنہ کام آ ہی گیا

اپنے ارماں پورے کرلے، خوب جی بھر کر یہاں
اے دل بے تاب! لے تیرا مقام آ ہی گیا

میری جاں جس پر فدا، کون و مکاں جس پر نثار
سامنے وہ روضۂ خیر الانام آ ہی گیا

ان کی یہ ذرہ نوازی، ان کا یہ جود و کرم
بار گاہ قدس میں بہر سلام آ ہی گیا

حاضری اب ہو رہی ہے سال کے بعد اے نفیس!
صبح کا بھولا ہوا گھر اپنے شام آ ہی گیا

سرابِ آرزو

علامہ طالوتؒ

سرابِ آرزو ہے اور میں ہوں
صدائے ہاؤ ہُو ہے اور میں ہوں

اُدھر شور اذاں ہے اور زاہد!
اِدھر بانگ سبو ہے اور میں ہوں

جنوں سامانیاں سب رائے گاں ہیں
وبالِ آبرو ہے اور میں ہوں

اُدھر ہے جامۂ عقل و خرد چاک
اِدھر شوقِ رفو ہے اور میں ہوں

مشاغل میرے کیا پوچھے گا ہمدم!
جنونِ جستجو ہے اور میں ہوں

(ماہنامہ الصدیق ملتان شعبان المعظم ۱۳۷۲ھ ص ۸)

انتخاب لاجواب

حافظ محمد انس

سیدنا حضرت حسن بن علیؓ کی وفات

علامہ ابن جوزیؒ فرماتے ہیں کہ آپ نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے اللہ! میں جان تیرے سپرد کر رہا ہوں اور ثواب کی امید پر صبر کر رہا ہوں۔

علامہ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں کہ زندگی کے آخری لمحات میں آپ نے گھر والوں سے فرمایا: میری چار پائی ذرا صحن میں رکھ دو تاکہ میں کھلے آسمان کو دیکھ سکوں۔ چار پائی کو باہر صحن میں رکھ دیا گیا۔ آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا: اے اللہ! میں اپنی جان پر ثواب کی نیت سے صبر کا دامن تھام رہا ہوں اس کے لئے کہ جان دیتے وقت جو صبر سے کام لیتے ہیں تو انہیں پسند کرتا ہے۔

ابونعیمؒ کا کہنا ہے کہ جب درد نے شدت اختیار کی تو آپ سخت بے قرار ہو گئے۔ ایک شخص آگے بڑھا اور اس نے کہا: اے ابا محمد! یہ بے قراری کس لئے؟ آپ تھوڑی دیر کے بعد اپنے نانا جان رحمت للعالمین حضرت محمد ﷺ اپنے والد سیدنا علیؓ بن ابی طالب، اپنی والدہ سیدہ فاطمۃ الزاہرہؓ بنت رسول ﷺ اپنی نانی خدیجۃ الکبریٰ، چچا حمزہ و جعفر، ماموں قاسم، طیب، طاہر، اپنی خالہ رقیہ، ام کلثوم اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہم کے پاس جا رہے ہیں۔ ان کلمات کے سنتے ہی آپ کی بے تابی جاتی رہی۔

ابن عساکرؒ نے لکھا ہے کہ آگے بڑھ کر یہ بات کہنے والے آپ کے بھائی سیدنا حسینؓ تھے۔ سیدنا حسنؓ نے اپنے بھائی سے فرمایا: اے میرے پیارے بھائی! میں ایسی مخلوق دیکھ رہا ہوں جسے آج سے پہلے میں نے کبھی نہیں دیکھا اور من جانب اللہ ایسے معاملے سے سابقہ پڑ رہا ہے جس سے پہلے کبھی نہیں پڑا۔ یہ سن کر سیدنا حسینؓ کے آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (ریحانۃ النبی ﷺ ص ۱۶۰)

سیدنا حضرت حسن بن علیؓ کا فیصلہ

ایک مرتبہ لوگوں نے دیکھا کہ ایک شخص کے ہاتھ میں خون آلود چھری ہے اور اسی جگہ ایک شخص ذبح کیا ہوا پڑا ہے۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ کیا تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے؟ تو وہ شخص بہت پریشان ہوا اور کہا کہ ہاں اس کو میں نے ہی قتل کیا ہے۔ لوگ دونوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لے گئے اور قتل کا قصہ بیان کرنے لگے۔ اسی دوران ایک شخص دوڑتا ہوا آیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ اسے چھوڑ دو کہ اس نے قتل نہیں کیا بلکہ اس مقتول کو میں نے قتل کیا ہے۔

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ نے پہلے شخص سے فرمایا کہ جب تو نے اسے قتل نہیں کیا تھا تو کیا وجہ ہے کہ اپنے آپ کو اس کا قاتل بیان کیا؟ جب کہ تجھے معلوم ہے کہ قتل کا بدلہ قتل ہے اور تجھے اس بیان پر قصاص میں قتل کیا جاسکتا ہے۔ اس نے عرض کیا: اے امیر المومنین! میں ایک قصاب ہوں، بکری ذبح کررہا تھا کہ مجھے پیشاب کی حاجت ہوئی اور میں خون آلود چھری سمیت چل پڑا۔ جب وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہاں ایک مقتول پڑا ہے۔ میں بہت پریشان ہوا۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ لوگ آگئے اور مجھے پکڑ لیا۔ میں نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس وقت قتل کے سارے قرائن میرے خلاف موجود ہیں اس لئے میں نے اقرار کرلیا کہ ہاں یہ قتل میں نے ہی کیا ہے۔ حضرت علیؓ نے دوسرے شخص سے پوچھا جو بعد میں دوڑتا ہوں آیا تھا اور اقرار کیا تھا کہ اس مقتول کا قاتل یہ نہیں بلکہ میں ہوں۔ اس نے کہا جی ہاں! میں ہی اسے قتل کرکے چلا گیا تھا لیکن دیکھا کہ ایک قصاب کی جان ناحق چلی جائے گی تو حاضر ہوگیا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا: میرے بیٹے حسنؓ کو بلاؤ۔ وہی اس مقدمے کا فیصلہ کریں گے۔ چنانچہ سیدنا حسنؓ کو بلایا گیا اور انہیں سارا قصہ سنایا گیا۔ آپ نے سارا قصہ سن کر فرمایا: ان دونوں کو چھوڑ دو۔ یہ قصاب تو بے قصور ہے اور یہ دوسرا شخص اگرچہ قاتل ہے اس نے ایک جان کو قتل کیا، لیکن دوسری جان (قصاب) کو بچا کر اسے زندگی دی اور اس کی جان بچالی، اور اللہ کا حکم ہے کہ: ’’جس نے ایک نفس کی جان بچائی اس نے گویا تمام لوگوں کی جان بچائی۔‘‘

لہٰذا اس مقتول کا خون بہا بیت المال سے دیا جائے۔　(ریحانۃ النبی ﷺ ص۱۸۷)

ختم نبوت کانفرنس چونیاں ضلع قصور

۱۲؍مئی بعد نماز عصر احرار بازار تحصیل چونیاں ضلع قصور میں ختم نبوت کانفرنس قاری خلیل احمد کی صدارت میں منعقد ہوئی۔ جس میں تلاوت ونعت حافظ حمید الرزاق نے پیش کی۔ جب کہ مولانا عبدالحلیم نقشبندی، مولانا عبدالرزاق شجاع آبادی کا بیان اور دعا ہوئی۔

ختم نبوت کانفرنس رادھا کشن ضلع قصور

۲۳؍مئی مولانا عبدالحق کی نگرانی میں تحصیل کوٹ رادھا کشن ضلع قصور جامع مسجد قباء میں کانفرنس منعقد ہوئی۔ قاری اکرام الحق نے تلاوت جبکہ نعت محمد قاسم مولانا نفیس احمد نفیس، مولانا شاہد عمران عارفی کی ہوئی۔ مولانا عبدالرزاق، مولانا نور محمد ہزاروی کے بیانات ہوئے۔ نقابت مولانا محمود الحسن نے کی۔ میاں خالد محمود و علماء نے طلبا کی دستار بندی کرائی۔ صدارت و اختتامی دعا مولانا عبدالغنی نے کرائی۔

مرشد العلماء حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ایک تاریخی مکتوب گرامی

ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ وارسال التسلیمات والتحیات

فقیر ابوالخلیل خان محمد عفی عنہ کی طرف سے جناب عبدالرحمٰن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ!

مطالعہ فرماویں کہ آپ کا گرامی نامہ ملا۔ عدل وانصاف اور رعایا کے مال وجان وعزت وآبرو کی حفاظت وقت کے ہر حکمران کے ذمہ لازم ہے اور لازم رہی ہے۔

جو حکمران اپنی رعایا میں عدل وانصاف قائم نہیں رکھ سکتا اور ظلم وستم اور جور جبر کو نہیں روک سکتا۔ سارے کا سارا ظلم وستم اور ناانصافی جو اس کے ملک میں روا رکھا جائے گا اس کا وہ پوری طرح ذمہ دار اور حصہ دار ہے۔ تمام اہل حق امت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک اس وقت حضرت سیدنا امام حسینؓ ساری امت میں افضل اور بہترین تھے۔

لہٰذا جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ یزید اور اس کے کارپردازوں کی طرف سے ان کو میدان کربلا میں انتہائی سفاکی سے تختہ مشق ظلم وستم بنانا اور امام عالی مقامؓ اور ان کے رفقاء کرام کو ناحق قتل کرنا ایسا گھناؤنا جرم ہے جس کا یزید نہ صرف پوری طرح ذمہ دار بلکہ حصہ دار ہے۔

لہٰذا اہل حق کی جماعت نے یزید کو کافر تو قرار نہیں دیا۔ لیکن اس سے کم درجے کا مجرم مختلف عنوانات سے اس کو ضرور قرار دیا ہے۔ بعض حضرات نے فاسق وفاجر کہا ہے۔ بعض نے بے دولت وبے نصیب کہا ہے اور بعض نے اس سے بھی زیادہ سخت تر الفاظ میں اس کی مذمت کی ہے۔

بہرحال یہ جان لینا چاہئے کہ حضرت امام عالی مقامؓ کے مقابلے میں یزید کو بہتر اور برحق سمجھنے والا اپنے خاتمہ بالخیر کی توقع نہ رکھے۔

فقط والسلام

۲۹ محرم الحرام

(بحوالہ مجلّہ صفدر گجرات ’’شیخ المشائخ نمبر‘‘ ص ۶۸۷ وعکس مکتوب ص ۴۴۸، طبع اوّل رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ)

فسق یزید پر خانقاہ سراجیہ کا مؤقف واضح ہے

عزیز احمد
خانقاہ سراجیہ
نقشبندیہ مجددیہ
نزد کندیاں
ضلع میانوالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت امام ربانی، مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے دو حوالہ جات ذیل میں اصل اور ترجمہ سمیت ملاحظہ فرمائیں:

۱...... ''یزید بیدولت از زمرہ فسقہ است توقف در لعنت او بنا بر اصل (قاعدہ) مقرر اہل سنت است کہ شخص معین اگرچہ کافر باشد تجویز لعنت نہ کردہ اند مگر آنکہ بہ یقین معلوم کنند کہ ختم او بر کفر بودہ کابی لہب جہنمی وامرتہ نہ آنکہ او شاں لعنت نیست۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ''

(مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل حصہ دوم ص ۱۷، مکتوب نمبر ۲۵۱، مطبوعہ نور کمپنی انارکلی لاہور)

ترجمہ: ''یزید بدنصیب فاسقوں کے زمرہ میں سے ہے۔ اس کی لعنت میں توقف کرنا اہل سنت کے مقرر کردہ اصول کی بنا پر ہے، کیونکہ انہوں نے معین شخص کے لئے خواہ وہ کافر ہو لعنت تجویز نہیں کی ہے، مگر یہ کہ انہیں معلوم ہو جائے کہ اس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہے، جس طرح کہ ابولہب جہنمی اور اس کی بیوی۔ یہ نہیں ہے کہ وہ لعنت کے سزاوار نہیں۔ (ارشاد الٰہی ہے) ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ۔ (الاحزاب:۵۷) یعنی بلاشبہ جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو ایذا دیتے ہیں، ان پر اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے۔'' (مکتوبات امام ربانی ج ۱ دفتر ا ص ۳۸۵، ایڈیشن خانقاہ سراجیہ کندیاں)

۲...... ''یزید بیدولت از اصحاب نیست در بدبختی او کرا سخن است کارے کہ آں بدبخت کردہ ہیچ کافر فرنگ نکند بعضے از علماء اہل سنت کہ در لعن او توقف کردہ اند نہ آنکہ از وے راضی اند بلکہ رعایت احتمال رجوع وتوبہ کردہ اند۔''

(مکتوبات امام ربانی دفتر اوّل حصہ دوم ص ۳۳، مکتوب نمبر ۵۴ مطبوعہ نور کمپنی لاہور)

ترجمہ: بدنصیب یزید صحابہ (کرامؓ) میں سے نہیں ہے۔ اس کی بدقسمتی میں کس کو کلام ہے؟ جو کام اس بدقسمت نے کیا ہے کوئی فرنگی کافر بھی نہیں کرتا۔ علمائے اہلسنت میں سے بعض نے جو اس پر لعنت کرنے میں توقف کیا ہے وہ اس وجہ سے نہیں ہے کہ وہ اس (یزید) سے راضی ہیں بلکہ انہوں نے وہ (اس کے) رجوع اور توبہ کے احتمال کی رعایت سے کیا ہے۔ (مکتوبات امام ربانی ج ۱ دفتر ۱ مکتوب نمبر ۵۴ ص ۱۲۹، مطبوعہ خانقاہ سراجیہ کندیاں)

ان عبارتوں کو بار بار پڑھیں تو حضرت امام ربانی فرماتے ہیں کہ یزید کو لعنت کرنے میں بعض علماء کا توقف کرنا۔ اہل سنت کے اس قاعدہ کے باعث تھا کہ ایک معین شخص پر لعنت نہ کی جائے جب تک کے اس کے کفر پر خاتمہ کا یقین نہ ہو۔ جیسے ابولہب اور اس کی بیوی کا کفر پر خاتمہ ہوا۔ وہ لعنت کے مستحق ہیں۔ رہا یزید تو اس پر بعض علماء کا لعنت سے توقف کرنا اس کے رجوع اور توبہ کے احتمال کے باعث تھا، ورنہ وہ لعنت کا سزاوار تھا۔

دونوں عبارتوں کے نتائج

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: (۱) یزید بدنصیب تھا۔ (۲) یزید فاسقوں میں سے تھا۔ (۳) وہ لعنت کا سزاوار تھا۔ (۴) سورۃ احزاب میں ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذاء دیتے ہیں وہ دنیا و آخرت میں ملعون ہیں۔ نواسہ رسول سیدنا حسینؓ کی کربلا میں مظلومانہ شہادت سے آپ ﷺ کو جو ایذاء پہنچی، اس فعل قبیح کا ارتکاب یزید کے دور حکومت میں ہوا۔ حضرت امام ربانی کے استدلال کے مطابق اس آیت کی رو سے یزید دنیا و آخرت میں لعنتی ہے۔ (۵) یزید کی بدنصیبی وبدقسمتی میں کوئی کلام نہیں۔ (۶) جو کام (واقعہ کربلا کی طرف حضرت مجدد صاحب کا اشارہ) بدقسمت یزید نے کیا وہ فرنگی (عیسائی انگریز) بھی نہ کر سکے۔ (۷) علماء اہل سنت یزید سے راضی نہیں۔ (گویا جو یزید سے راضی وہ اہل سنت سے نہیں) سرسری طور پر حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی ان متذکرہ عبارت سے درج بالا سات نتائج برآمد ہوئے ہیں۔

خانقاہ سراجیہ، کندیاں اپنے بانی کے دور سے لے کر موجودہ سجادہ نشین برادر صاحبزادہ خلیل احمد صاحب سلمہٗ تک سبھی حضرات مناقشہ کربلاء میں بدنصیب، بدقسمت اور مستحق لعنت یزید کے ساتھ نہیں بلکہ نواسہ رسول، امام مظلوم سیدنا حسینؓ کے موقف کے ساتھ ہیں۔

خانقانہ سراجیہ حضرت مجدد الف ثانی کے سلسلۃ الذہب کی ایک سنہری کڑی ہے۔ اگر کوئی حضرت مجدد صاحب کے نظریات کے خلاف کوئی بات خانقاہ سراجیہ کے ذمہ داران کی طرف نسبت تو درکنار، اشارہ بھی کرتا ہے تو میں اس تحریری وضاحت کے ذریعہ اعلان کرتا ہوں کہ وہ ہماری خانقاہ شریف، ہمارے والد گرامی مرحوم اور ہم سے ناانصافی کرتے ہیں۔ ہم اس سے بری الذمہ ہیں۔

12
06
24

AZIZ AHMAD

عزیز احمد (خانقاہ سراجیہ کندیاں)

KHANQAH SIRAJIA NAQSH BANDIA MUJADADIA
NEAR KUNDIAN DISTRICT MIANWALI

مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہ کا ختم نبوت کانفرنس نورنگ سے خطاب

ضبط وترتیب: مولانا محمد ابراہیم ادہمی

خطبہ مسنونہ! پہلے ہم ایک لفظ سنتے تھے: ’’روحانی بیماریوں کا علاج‘‘ آپ نے بھی سنا ہوگا؟ آج نیا لفظ، نئی اصطلاح سنی ہے ’’روحانی تربیت‘‘۔ یہ دونوں باتیں میری سمجھ میں نہیں آتیں، معذرت کے ساتھ میں اپنی بات کرتا ہوں۔ یہاں علماء بیٹھے ہیں ہم روح کے متعلق صرف اتنا جانتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں کچھ لوگوں نے سوال کیا کہ: حضرت ﷺ! روح کیا ہے؟ ہمیں سمجھ نہیں آرہی کہ روح کس کو کہتے ہیں، تو ہمیں سمجھا دیجئے! تو ان لوگوں کو جواب ملا تھا کہ: ’’روح امر ربی ہے۔‘‘

اب جب روح امر ربی ہے تو یہ بیمار کیسے ہوسکتی ہے؟ یہ تو رب ذوالجلال کا ایک امر ہے۔ یہی فرمایا گیا نا کہ الروح من امر اللہ، روح امر ربی ہے۔ اس سے زیادہ وضاحت نہیں کی گئی۔ جب یہ امر ربی ہے تو امر ربی بیمار نہیں ہوسکتا۔ جب امر بیمار نہیں ہوسکتا تو روحانی بیماریاں کہاں سے آئیں؟ یہ تھی ایک بات۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کسی بھی نقص کی نسبت باری تعالیٰ کی طرف نہیں کرسکتے، یہ کفر ہے۔ ہر کمال کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہے، لیکن کسی نقص کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں کرسکتے۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ جب یہ روح امر ربی ہے، تو اس کو بیماریاں نہیں لگ سکتیں اور نہ ہی اس سے مختلف بیماریاں نکل کے لوگوں کو لگ سکتی ہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔ سمجھ یہ آتا ہے کہ یہ جملہ ہی غلط ہے۔ روحانی بیماری دنیا میں کوئی چیز نہیں ہے۔

میری بات سمجھ گئے کہ خانقاہوں میں ایسی چیز کا علاج ہوتا ہو جو دنیا میں ہے ہی نہیں اور ممکنات میں بھی نہیں ہے۔ یہ ایک غلط تصور ہے مہربانی کر کے آج کے بعد اپنے دل ودماغ سے ’’روحانی بیماری‘‘ والا لفظ یہ نکال دیں، کوئی روحانی بیماری نہیں ہوتی، روح امر ربی ہے، بس! ٹھیک ہوگیا جی؟

حضرت نے فرمایا: ’’روحانی تربیت‘‘، تربیت، ترتیب اور تہذیب یہ اعمال کی ہوتی ہے۔ تربیت ہر چیز ترتیب میں لانا کہ پہلے ایک نمبر، دو نمبر، پھر تین نمبر اور اس کے بعد چار۔ یہ جو ترتیب ہے یہ اعمال میں ہوتی ہے اور ان کو مہذب بنانا یہ بھی اعمال کو مہذب بنانا ہوتا ہے۔ یہ جو تہذیب سکھاتے ہیں نا خانقاہوں میں، مدارس میں، یہ دراصل اعمال کو مہذب کرنا ہوتا ہے۔ اعمال کو مہذب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا ہر عمل، ہمارا ہر فعل نبی کریم ﷺ کی متابعت میں ہو۔ یہ ہے تربیت، یہ ہے تہذیب۔

ورنہ اگر اس کو ایمانیات کی طرف لے جائیں تو ایمان کی صرف دو حالتیں ہیں: یا ایمان ہوتا ہے یا ایمان نہیں ہوتا۔ ایمان کمزور اور طاقتور نہیں ہوتا۔ اعمال ہم دیکھتے ہیں اگر اچھے ہیں تو ہم اس کو ایمان کی طرف محمول کرتے ہیں کہ اس آدمی کا ایمان مضبوط ہے، اس لئے اس کے اعمال مضبوط ہیں۔ ہمیں اساتذہ نے پڑھایا کہ ایمان بسیط ہے۔ یعنی ایمان موٹا تازہ ہو یا کمزور ہو، ایسا نہیں ہوتا۔ یہ ہمارے اعمال ہوتے ہیں۔ جو چیزیں ایمان کی ہیں ان کو ایمان تک رہنے دو اور جو چیزیں اعمال کی ہیں ان کو اعمال میں لے کے آؤ۔

ایک تو روح ہے جو امر ربی ہے، دوسرا ایمان بسیط ہے کہ وہ گھٹتا یا بڑھتا نہیں ہے۔ ایمان یا ہوتا ہے یا نہیں ہوتا ہے، بس! اس لئے ہم بجا طور پر یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ ایک آدمی بازار میں تجارت کرنے والا، ایک آدمی ریڑی چلانے والا، ایک آدمی مزدوری کرنے والا، ایک آدمی قرآن پاک پڑھانے والا، ایک آدمی مسجد میں نمازیں پڑھانے والا، ایک آدمی خانقاہ میں بیٹھنے والا شیخ المشائخ اور ایک آدمی مسند تدریس پر بیٹھ کے بخاری پڑھانے والا یہ تمام کے تمام باعتبار ایمان کے برابر ہیں۔ اس میں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے۔ اگر فضیلت کسی کو ہے تو وہ اعمال کی وجہ سے ہے اعمال اچھے ہیں تو وہ اچھا ہے، اعمال کمزور ہیں تو وہ کمزور ہے۔ اسی میں بعض کو بعض پر فضیلت ہے اعمال کی بنیاد پر۔ اس لئے آپ نے اچھا بننا ہے تو اپنے اعمال کو اچھا بنانا ہوگا۔ اپنے آپ کو مضبوط بنانا ہے تو اپنے اعمال کو مضبوط بنانا ہوگا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارے مہربان، ہمارے میزبان، ہمارے دوست ہر سال ختم نبوت کانفرنس کرتے ہیں۔ ختم نبوت کا عقیدہ بھی وہی ایک ہی ہے اس کو بیان کرنے والے بھی وہی ہیں میرے سمیت اور سننے والے بھی وہی ہیں۔ اب ہمارے لئے مشکل ہو جاتی ہے کہ ہر سال آکر نیا درس ہم آپ کو کہاں سے دیں؟ وہی مرزا قادیانی ہے، وہی اس کے عقائد ہیں، وہی اس کے خبائث ہیں، وہی ہم ہیں، وہی آپ ہیں۔ تو ہم اس میں سے نئی چیز کیسے نکالیں؟ آج میں صبح کا آیا ہوں۔ مولانا کو میں نے کوئی ۵۰ دفعہ کہا کہ مجھے تقریر لکھ دو، تقریر لکھ دو۔ تو جو مشکل مجھے پیش آرہی تھی وہی ان کو پیش آرہی تھی۔ مانے نہیں لیکن مشکل وہی پیش آرہی تھی کہ باتیں وہی ہیں جو بار بار آپ لوگ سنتے ہیں اور ہم کرتے ہیں۔ تو بہرحال حکم ہو گیا تو میں دو، چار باتیں عرض کرتا ہوں، لیکن میری باتوں کو غلط مطلب بالکل نہیں دینا۔

ہماری جماعت کا نام کیا ہے؟ ہماری جماعت کا نام ہے ''مجلس تحفظ ختم نبوت'' یہ مدرس حضرات بیٹھے ہیں، یہ اس کو بہتر سمجھتے ہیں کہ یہ جو نام لیا جاتا ہے ''مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت'' یہ غلط نام ہے ہماری جماعت کا یہ نام نہیں ہے۔ ہماری جماعت کا نام ہے ''مجلس تحفظ ختمِ نبوت'' صرف ایک جگہ پہ زیر ہے ایسے ہی ہے نا جی؟ نحوی ترکیب تو یہی بتاتی ہے۔ دورہ کرا رہے ہیں نا صرف ونحو کا؟ تو اس پہ غور کرنا کہ اس کی یہ ترتیب غلط

ہے۔مجلس تحفظ ختم نبوت صرف ایک مضاف، مضاف الیہ ہے۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟ اگر ایسے ہی ہے تو کیا نام ہوگا ’’مجلس تحفظ ختمِ نبوت‘‘ یہ جو ہمارے مبلغین ہیں، یہ مولانا ساجد صاحب بیٹھے ہیں اور مولانا عابد کمال صاحب بیٹھے ہیں، خصوصاً یہ ان کے سمجھنے کی بات ہے کہ یہ لوگوں کو بتائیں کہ ہماری جماعت کا نام کیا ہے’’مجلس تحفظ ختمِ نبوت‘‘ یہ بات یہاں پہ ختم ہوئی۔

جس وقت اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی تو دو جماعتوں کی بنیاد ایک دور میں رکھی گئی ایک ہی بزرگ تھے: حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہؒ، حضرت مولانا عبداللہؒ خانقاہ سراجیہ والے، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا مفتی محمودؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، اسی طریقے سے دین پور شریف کی خانقاہ والے حضرات تھے، امروٹ شریف خانقاہ والے حضرات تھے۔ اسی طرح اور بھی سندھ کی خانقاہیں، اسی طرح یہاں کے بزرگ تھے۔ آپ کے خیبر پختون خواہ حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور ان کے ہم اثر جو تھے۔ ان اکابر نے مل کے دو جماعتوں کی بنیاد رکھی۔ ایک کا نام رکھا’’جمعیت علمائے اسلام‘‘ اور دوسری جماعت کی انہوں نے ترتیب بنائی اس کا نام تھا’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘، جس کا فیصلہ ۱۹۴۹ء میں ہوا۔

جمعیت علماء اسلام کی ۱۹۵۶ء میں بنیاد رکھی گئی، ان جماعتوں کی بنیاد رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا۔ ملک پاکستان معرض وجود میں آیا، معرض وجود میں آنے کے بعد یہاں کی صورتحال یہ تھی کہ مسلم لیگ اقتدار میں تھی۔ جبکہ تقسیم سے پہلے کہ جو صورتحال تھی وہ یہ کہ جمعیت علمائے ہند کا موقف مسلم لیگ کے خلاف تھا۔ دوسری جماعت احرار تھی جو پنجاب میں سیاست کر رہی تھی دو محاذوں پر۔ ان کا ایک کام تھا ردقادیانیت اور دوسرا پنجاب میں الیکشن کی سیاست کر رہے تھے۔ یہ احرار بھی پنجاب میں مسلم لیگ کے خلاف تھی۔ ہمارے بزرگوں کی بڑی جماعت جمعیت علمائے ہند تھی اور دوسرے نمبر پہ جماعت احرار تھی۔ جب پاکستان بن گیا اور یہاں پہ مقتدرہ قوت مسلم لیگ تھی تو وہ پرانی تلخیاں سامنے آ رہی تھی، وہ مقابلہ کا رویہ سامنے آ رہا تھا تو ہمارے بزرگوں نے بیٹھ کے مشورہ کیا کہ پاکستان بن گیا ہے، جمعیت علمائے ہند کے نام سے یہاں کام کرنا ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا ہم اپنی سیاسی قوت کو قائم رکھنے کے لئے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھیں تو اس کا نام رکھا گیا’’جمعیت علمائے اسلام‘‘۔

اب اُس کا کام یہ تھا کہ وہ جو’’پاکستان بنانے میں اختلاف رائے کرنا، مسلم لیگ کی مخالفت کرنا‘‘ اُس کو انہوں نے اپنے پالیسی سے نکال دیا، کہ پاکستان بن گیا ہے تو اب اس کی حفاظت، اس کی تعمیر اور اس کی ترقی یہ اب ہمارا بھی فرض ہے اور ہم اس میں اپنا مثبت کردار ادا کریں گے۔ یہ ہمارا سیاسی سٹیج ہو گیا۔ اب

جو سیاسی سٹیج ہوتا ہے اس کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں، اس کی اپنی مصلحتیں ہوتی ہیں، اس کی اپنی مجبوریاں ہوتی ہیں۔ دوسرے نمبر پہ مسلم لیگ نے پاکستان قائم ہوتے ہی جو حکومت سنبھالی تو اُنہوں نے اپنی کابینہ میں سر ظفر اللہ کو بطور وزیر کے شامل کر لیا۔ سر ظفر اللہ یہ پکا، ٹھکا اور نسلی قادیانی تھا اور اُس نے پر پرزے نکالے اور وہ جتنا عرصہ وزیر خارجہ رہا اِتنا نقصان اس نے پہنچایا اِتنا نقصان پہنچایا کہ جس کی تلافی آج تک نہیں ہو پا رہی ہے۔ ان میں سے سب سے بڑا نقصان یہ تھا کہ چونکہ پاکستان نوزائدہ مملکت تھی اور بیرونی دنیا میں دوسرے ملکوں میں اس کے سفارت خانے نئے نئے قائم ہو رہے تھے، نئے نئے بن رہے تھے۔ جہاں سفارت خانہ قائم ہوتا ہے اس گورنمنٹ کی طرف سے، اس کو کچھ سہولتیں ملتی ہیں، کوئی زمین ملتی ہے، کوئی پلاٹ ملتے ہیں مختلف امور کے لئے رہائش کے لئے سکول بنانے کے لئے وغیرہ وغیرہ، تو جہاں جہاں سفارت خانے قائم ہو رہے تھے وہاں یہ مراعات بھی مل رہی تھیں یہ چونکہ وزیر خارجہ تھا تو وہ تمام مراعات ان گورنمنٹوں سے وصول کرتا اور قادیانیوں کے حوالے کر دیتا۔ حضرت! اس وقت جتنے سفارت خانے بنے ہیں ڈیڑھ سو ملک میں بنے ہیں۔ اس کے جتنے بھی زمین کے ٹکڑے ملے ہیں، وہ سب کے سب اس نے قادیانیوں کے سپرد کیے ہیں۔ آج ہم کہتے ہیں نا کہ پوری دنیا میں قادیانیت پھیلی ہوئی ہے اور وہ اتنا کام کر رہے ہیں، اتنی محنت کر رہے ہیں تو اس کے پیچھے یہی وجہ ہے کہ اس وزیر خارجہ نے ان کو بغیر کوشش کے، بغیر محنت کے مملکت پاکستان کو جو چیزیں ملیں وہ اس نے قادیانیوں کے حوالے کر دیں اور قادیانی وہاں جا کر قابض ہو گئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ غاصبانہ قبضہ ہے، مملکت پاکستان کی پراپرٹی پر۔

یہ تو ایک مثال ہے۔ اس قسم کی بہت سی چیزیں ہیں، جس کی وجہ سے یہ ضرورت پیش آئی کہ ہم اس فتنے کی سرکوبی کے لئے، اس کا راستہ روکنے کے لئے، اپنے ملک اور قوم کو اس فتنے سے بچانے کے لئے، ہمیں ایک الگ جماعت چاہئے، صرف اور صرف اُس کا ایک ہی ایجنڈا ہو، ایک ہی منشور ہو اور اِس کا ایک ہی غرض و مدعا ہو کہ قادیانیت کا تعاقب کرنا ہے، اس کے مقابلہ کرنا ہے اور اُس کو اِس کے عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دینا۔

اب یہ ایک جماعت وجود میں آئی۔ اس کا ایک سٹیج بنا۔ اب اس سٹیج کے اپنے تقاضے، اس سٹیج کی مصلحتیں، اس سٹیج کی مجبوریاں، وہ بالکل الگ تھیں۔ جو جمعیت علماء اسلام کے سٹیج کے تقاضے، یا اُن کی مصلحتیں، یا اُن کی مجبوریاں تھیں اِن سے یہ بالکل الگ تھیں۔

لہٰذا اگر وہ اس کو باہم ملا کے یہ کہتے کہ ایک ہی جماعت کافی ہے کہ وہ پاکستان میں سیاسیات کا میدان بھی سنبھالے گی اور ردقادیانیت کا میدان بھی سنبھالے گی تو ان لوگوں نے ان بزرگوں نے اس وقت یہ ادراک کیا کہ اس طرح اشتراک سے ان کا کام بھی متاثر ہوگا جو سیاسی میدان میں کام کریں گے کہ ان پر

مذہب کی چھاپ لگے گی۔ اوران کا کام بھی متاثر ہوگا جنہوں نے ردقادیانیت کے سٹیج پہ کام کرنا ہے کہ اِن پر سیاست کی چھاپ لگے گی۔ لہٰذا دونوں جماعتوں کوالگ الگ چھاپوں سے بچانے کے لئے اُنہوں نے دو سٹیج بنائے کہ دونوں کا اچھے طریقے سے کماحقہ کام چلا اورالحمدللہ چل رہا ہے۔

اب کچھ عرصے سے ایک بازگشت سنائی دیتی ہے کہ دو جماعتوں کی کیا ضرورت ہے؟ ایک ہی جماعت کافی ہے۔ جمیعت علماء اسلام بڑی جماعت ہے، زیادہ فعال اور متحرک جماعت ہے، سیاسی قوت بھی ہے، تو یہ اپنا کام بھی کرے گی اور ختم نبوت کا کام وہ تو ہمارے عقیدے کا کام ہے تو ضرور کریں گے۔ آپ کی بات سے ۱۰۰ فیصد اتفاق ہے، اختلاف نہیں ہے۔ لیکن ہمیں جو تربیت دی گئی ہے وہ یہ دی گئی ہے کہ کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے لیکن اپنے اکابر کی بات پر اعتماد کرنا ہے۔

اپنے اکابر پر اعتماد کرنا ہے، اپنے اکابر پر یقین رکھنا ہے اور ٹرسٹ رکھنا ہے۔ اب ہمارے اکابر نے یہ جو فیصلہ کیا اس کو تو سو سال بھی نہیں ہوئے، ۷۵ سال بھی نہیں ہوئے، بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ انہوں نے اپنی بصیرت کے ساتھ مشورہ کرنے کے بعد استخاروں کے بعد ایک قدم اٹھایا، ایک فیصلہ کیا اور پھر اس کو نافذ العمل کر دیا۔ تو ہماری سوچ جتنی بھی بڑی ہو جائے ہمارے بڑوں اور ہمارے اکابر کی سوچ سے آگے نہیں جا سکتی۔ جب انہوں نے یہ فیصلہ کیا تو ہم اپنی اِس رائے کی، یا اِس تجویز کی، یا اِس سمجھ کی قربانی دیں گے اور اپنے اکابر کے فیصلے پر ہم قائم رہیں گے۔ ٹھیک ہے نا جی؟

یہ اکابر پر جو اعتماد ہے اُس کا تقاضہ ہے کہ ہم ان باتوں کی طرف بالکل اپنی توجہ نہ کریں۔ جمعیت علماء اسلام ہمارے بزرگوں کی قائم کی ہوئی جماعت ہے۔ ہماری اپنی جماعت ہے۔ عالمی مجلس اُنہی بزرگوں کی قائم کی ہوئی جماعت ہے۔ ہماری اپنی جماعت ہے۔ البتہ دونوں کے سٹیج کے تقاضے الگ الگ ہیں۔

ایک چھوٹی سی بات میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ جس وقت مجلس تحفظ ختم نبوت بنی اور اِس کا منشور اور دستور بنا تو مجلس میں شامل ہونے کے لئے صرف ایک شرط تھی کہ جو بھی آدمی عاقل بالغ مسلمان ہوگا وہ مجلس تحفظ ختم نبوت کا رکن بن سکتا ہے۔ صرف ایک ہی شرط تھی، کون سی؟ کہ جو بھی عاقل بالغ مسلمان ہوگا وہ اِس کا رکن بن سکتا ہے۔ تو اِس کا مطلب یہ ہوا کہ عاقل بالغ دیوبندی ہے تو وہ بھی اِس کا رکن بن سکتا ہے، عاقل بالغ اہل حدیث ہے تو وہ بھی اِس کا رکن بن سکتا ہے اور عاقل بالغ مسلم لیگی ہو تو وہ بھی اِس کا رکن بن سکتا ہے۔ شرط صرف مسلمان ہونے کی ہے، عاقل بالغ مسلمان ہو اُس کی سیاسی وابستگی عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ ہو تو وہ بھی اس کا رکن بن سکتا ہے، اُس کا تعلق مسلمان ہونے کے بعد پیپلز پارٹی سے ہے تو وہ بھی اس کا رکن بن سکتا ہے، اگر عاقل بالغ مسلمان ہونے کے بعد اس کا تعلق پی ٹی آئی سے ہو تو وہ بھی اس کا رکن بن

سکتا ہے کیونکہ اِس جماعت کا تعلق صرف اور صرف مسلمانوں سے ہے اُن کی وابستگیوں سے اِس کا کوئی تعلق نہیں یا دلچسپی نہیں ہے کیوں کہ ہم نے اللہ تعالی کے ساتھ یہ وعدہ کر کے اس جماعت کو قائم کیا تھا کہ ہم مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کریں گے۔ اب ایک مسلمان ہے اور وہ پیپلز پارٹی میں ہے تو کیا اُس کے ایمان کی حفاظت ہماری ذمہ داری نہیں ہے؟ اگر اُن سے سیاسی وابستگی کی بنیاد پر دوری اختیار کریں گے تو ہم اپنا وہ کام نہ کر پائے جو ہمارے اکابر نے ہمارے ذمہ کام لگایا تھا۔

اسی طرح دوسری سیاسی جماعتیں اُن کے ساتھ ہم دوری اختیار نہیں کر سکتے۔ ہم نے اپنے ایجنڈے کے تحت ایک نقطے کو صرف فیس کرنا ہے۔ اپنے آپ کو ان مسئلوں میں الجھانا نہیں ہے۔ نہ مسلکی تقسیم میں خود کو الجھانا ہے اور نہ سیاسی تقسیم میں خود کو الجھانا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت میں جو لوگ کارکن کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں، ورکر کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ان کو یہ بات سمجھنا بہت ضروری ہے۔ اب اگر ان کو اکھٹا کر دیا جائے، جمعیت علماء اسلام اور مجلس تحفظ ختم نبوت کو ایک جماعت بنالی جائے تو مسلک کی جو تقسیم ہے اس میں تو کچھ حد تک گزارا ہو جائے گا، لیکن سیاسی تقسیم میں کیا کریں گے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک کی جو آبادی ہے سو فیصد لوگ وہ تو سیاسی وابستگیوں میں ایک نہیں ہیں۔ یہاں تقسیم ہے۔ کوئی ایسا آدمی میرے خیال میں نہیں ملے گا جو اس تقسیم سے بالاتر ہو۔

ہر آدمی کسی نہ کسی جماعت کے ساتھ وابستہ ہے تو اس وقت ہمارا تعلق ان لوگوں سے رہ جائے گا جو جمعیت کی پالیسیوں کو سپورٹ کرتے ہے، جو جمعیت کے پالیسیوں کو سپورٹ نہیں کرتی وہ ہماری کوشش کے دائرہ کار سے نکل جائیں گے۔ اب اس میں نقصان کس کا ہوگا؟ خود ہمارا نقصان ہوگا۔ ہمارے کاز کا نقصان ہوگا۔ ہمارے اس مسلک کا نقصان ہوگا۔ لہٰذا فیصلہ یہ کیا گیا کہ مجلس کا یہ دائرہ کار ہے اور یہ طریقہ کار ہے۔ یہ اپنے مجبوریوں یا مصلحتوں کو خود سمجھے اور اپنے کام کو جاری رکھے۔ جمعیت علماء اسلام کا یہ مشن ہے فک کل نظام اور شیخ الہندؒ کی تحریک، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی تحریک اور امام شاہ ولی اللہؒ کی تعلیمات ان کی روشنی میں اپنا سیاسی سفر جاری رکھئے۔ مجلس کی مجبوریاں، جمعیت علماء اسلام کے راستے کی رکاوٹ نہ بنیں اور جمعیت کی مجبوریاں مجلس کے سفر میں روکاوٹ نہ بنیں۔ دونوں اپنی جماعتیں ہیں اور دونوں محاذوں پر دونوں جماعتیں پیش قدمی کریں اور آگے بڑھیں اپنے اپنے اہداف کی طرف۔ ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کریں۔ میں جو بات بتانا چاہ رہا تھا سمجھ آئی یا نہیں؟ ٹھیک ہے جی؟

دوسری بات میں نے یہ عرض کرنی تھی کہ ہم کہتے ہے کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، کافر ہیں، مرتد ہیں۔ جب ہم یہ بات کہتے ہے تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ مولویوں والی بات ہے۔ خود مولوی ایک

دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں، دیوبندی بریلویوں کو اچھا نہیں سمجھتے، بریلوی اہل حدیث کو اچھا نہیں سمجھتے وغیرہ وغیرہ۔ تو یہ ان کا طریقہ کار ہے۔ اسی طرح یہ قادیانیوں پر بھی فتوی لگاتے ہیں۔ ہماری بات کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ اس سلسلہ میں گذارش یہ ہے کہ بالکل ٹھیک ہے ہم مان لیتے ہیں کہ مولویوں کا مسئلہ ہے۔ آپ کے ایمان کی حفاظت کرنا بالکل مولوی کا کام ہے۔ عقیدے کے لحاظ سے، دین کے لحاظ سے آپ کو صحیح یا غلط بتانا یہ مولوی کا ہی کام ہے۔ بالکل ہم مانتے ہیں کہ آپ کے ایمان کے ڈاکو جتنے روپ بھی دھار کے آتے ہیں ان کو پہچان کر آپ کو خبر کرنا یہ مولوی کا کام ہے اور وہ ہم کر رہے ہیں۔ اس سے غافل نہیں ہیں۔ لیکن جب قومی اسمبلی میں ۱۹۷۴ء میں اس فتنے کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو یہ مولوی کا مسئلہ نہیں رہا۔ اب یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ مولویوں کا مسئلہ ہے اور مولوی ایسے کرتے رہتے ہیں ان کی یہ عادت ہے۔ اب یہ آئین پاکستان کا مسئلہ ہے، یہ مولوی کا مسئلہ نہیں ہے جس وقت اسمبلی میں یہ فیصلہ ہو رہا تھا، اس میں درجن، دو درجن مولوی تھے۔ باقی دو سو سے زائد جو ممبران تھے وہ مولوی نہیں تھے۔ اُن میں قوم پرست بھی تھے، اُن میں کیمونسٹ بھی تھے اور اُن میں سوشلسٹ بھی تھے وغیرہ وغیرہ۔ مختلف ذہنیت اور مختلف پارٹیوں کے لوگ تھے۔ جو بھی تھے بہر حال مولوی نہیں تھے۔ مولوی بہت تھوڑے تھے۔ جب اسمبلی کا فیصلہ ہو گیا تو یہ مولوی کا مسئلہ نہیں رہا، اب یہ آئین کا مسئلہ ہو گیا ہے۔ اُس کے بعد اِس پر پاکستان کی عدالتوں نے فیصلے دیئے وہ فیصلے جب قادیانیت کے خلاف آ گئے تو قادیانیت مولوی کا مسئلہ نہیں رہا۔

اسی طرح قادیانی جب اپنے عقائد بیان کرتے ہیں تو اُس میں وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کو نہیں مانتے ہم متحدہ ہندوستان کو مانتے ہیں، جس کے لئے وہ لفظ استعمال کرتے ہے۔ ’’اکھنڈ بھارت‘‘ کہ ہمارا قادیان اُدھر ہے ہم یہاں بطور مسافر کے ہیں۔ نہ ہم اِس کے آئین کو مانتے ہیں نہ ہم اِس کے قانون کو مانتے ہیں اور نہ ہم اِس کی سرحدوں کو مانتے ہیں اور انتہا یہ ہے کہ قیام پاکستان سے لے کر جتنے قادیانی واصل جہنم ہوئے ہیں اُن کی یہاں انہوں نے قبریں بنائی ہیں اُن میں کوئی ایک اِن کا مردہ نہیں، جس کو بطورِ امانت دفن نہ کیا گیا ہو۔ اُن کا کہنا یہ ہے، اُن کا ماننا یہ ہے کہ یہ پاکستان ایک دن ختم ہو گا اور متحدہ ہندوستان ہو جائے گا۔ تو ہم اپنے مردوں کو نکال کر قادیان کی زمین میں لے جا کر دفن کریں گے۔ اس لے اب یہ مولوی کا مسئلہ نہیں رہا، بلکہ مملکت پاکستان کا مسئلہ ہو گیا۔

فتنہ قادیانیت یہ مملکت پاکستان کا مسئلہ ہو گیا جب یہ آئین کو نہیں مانتے، جب ۱۹۷۴ء کی ترمیم کو نہیں مانتے، تو یہ آئین کے غدار ہیں۔ جب یہ پاکستان کے نظام انصاف کو نہیں مانتے تو یہ توہین عدالت کے مرتکب ہیں۔ جب یہ پاکستان کی سرحدوں کو نہیں مانتے تو سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں کو بھی نہیں

مانتے۔ چنانچہ بدیہی بات ہے کہ یہ پاکستان کے افواج کو بھی نہیں مانتے۔ اب جو طبقہ آئین پاکستان کو نہ مانے، پاکستان کے عدالتی نظام کو نہ مانے، اس خطے کو اپنا وطن نہ مانے، اس کے حدود اربعہ کو نہ مانے، اس کے باؤنڈری کو اپنا باؤنڈری نہ مانے اور اس کے حفاظت کرنے والوں کو نہ مانے، تو آپ مجھے بتائیں کہ یہ مولوی کا مسئلہ ہے یا مملکت خداداد پاکستان کا مسئلہ ہے؟

یقیناً مملکت کا مسئلہ ہے آج مختلف لوگوں کے خلاف آپریشن ہوتا ہے۔ اب آپ ہم سے زیادہ واقف ہیں اور یہ تماشہ لگا ہوا ہے۔ صرف اس لئے کہ جن کے خلاف فوج کشی ہو رہی ہے اُن کو مطلق یہ کہا جا رہا ہے کہ وہ آئین پاکستان کو نہیں مانتے اِس لئے ہم ان کے خلاف فوج کشی کر رہے ہیں۔ تو کیا یہ تمہاری ماں کے جائے ہیں، وہ تو پاکستان کے حدود کو بھی مان رہے ہیں۔ پاکستان کے قانون کو بھی مان رہے ہیں آئین پاکستان کی چند شقوں پر اُن کا مطالبہ ہے یا جو کچھ بھی ہے۔ اُن کے خلاف تو آپ نے فوج کشی کی ہوئی ہے، لیکن اِن کو کیوں اپنی گود میں بٹھا کر حلوہ اور چوریاں کھلا رہے ہو۔ اُن سے بڑے غدار یہ ہیں، اُن سے زیادہ خطرناک یہ ہیں، ان کی اس صورتحال کو سمجھو اور آپ بھی اس سوچ سے نکلو کہ یہ صرف عقیدے کا مسئلہ ہے۔ جب عقیدہ کا مسئلہ تھا، جب مولویوں کا مسئلہ تھا، سو جب تھا۔ اب نہ صرف عقیدے کا مسئلہ ہے، نہ صرف یہ مولویوں کا مسئلہ ہے، بلکہ یہ جتنا مولوی کا مسئلہ ہے اُتنا ہی حکومت پاکستان کا مسئلہ ہے، اُتنا ہی چیف جسٹس آف پاکستان کا مسئلہ ہے اور اُتنا ہی فوج کے سربراہ کا مسئلہ ہے۔

اتنی ان کی ناز برداریاں ہو رہی ہیں اور اِن کی ہر بات سے چشم پوشی کی جا رہی ہے کہ آج کی یہ کانفرنس اور آج کا یہ اجتماع اس پر احتجاج کرتا ہے۔ **واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!**

ختم نبوت کانفرنس جاتی ضلع سجاول

۲۹؍مئی ۲۰۲۴ء بعد نماز ظہر جامع مسجد نورانی جاتی میں مولانا عبداللہ تھہیم کی زیر سرپرستی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں مولانا محمد حنیف سیال ضلعی مبلغ، مولانا مفتی اسحاق مصطفیٰ، مولانا عبدالوہاب، مولانا محمد جنید، مولانا شفیق احمد کے بیانات ہوئے۔

ختم نبوت کانفرنس چوہڑ جمالی ضلع سجاول

۲۹؍مئی ۲۰۲۴ء بعد نماز عشاء جامع مسجد چوہڑ جمالی میں مولانا نجیب اللہ کی زیر سرپرستی ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مولانا عبدالعزیز جتوئی نے کی۔ جب کہ مولانا محمد حنیف سیال، مولانا اسحاق مصطفیٰ و دیگر علماء کرام کے بیانات ہوئے۔

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

مولانا تاج محمودؒ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے پہلے امیر اور سربراہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری منتخب ہوئے۔حق یہ ہے کہ وہ اس جماعت کے بانی بھی تھے اور سربراہ بھی۔شاہ جی کے آباؤ اجداد سرزمین بخارا سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے بڑے بزرگوں میں سے کوئی صاحب کشمیر آ کر آباد ہو گئے تھے۔

شاہ جی کے والد اور والدہ دونوں گھرانے حافظ اور عالم تھے۔شاہ جی کے والد حافظ سید ضیاء الدین ناگڑیاں ضلع گجرات میں رہنے لگے تھے۔آپ کی والدہ بزرگوار پٹنہ کے ایک سید خاندان سے تھیں۔ شاہ جی کا بچپن اپنے ننھیال پٹنہ میں گزرا تھا۔حق تعالیٰ نے زبان بیان کے جوہر بچپن ہی میں عطاء کر دیئے تھے۔تعلیم کے سلسلہ میں امرتسر میں رہے۔پھر وہیں قیام اختیار کر لیا۔ابتداء میں اصلاحی مضامین پر تقریریں کرتے تھے۔حق تعالیٰ نے بے پناہ مقبولیت بخشی تو مولانا سید محمد داؤد غزنوی کی دعوت پر قومی تحریکوں اور جلسوں میں حصہ لینے لگے۔پنجاب کے حریت فکر رکھنے والے مسلمان رہنماؤں نے کانگریس سے علیحدہ اپنی جماعت مجلس احرار اسلام بنائی تو اس کے بانی ممبر کی حیثیت سے اس میں شامل ہو گئے۔جن ہندوستانی رہنماؤں نے برصغیر کی تحریک آزادی کے لئے کام کیا،قربانیاں دیں اور لوگوں میں بیداری پیدا کی،شاہ جی ان میں ہر لحاظ سے سرفہرست تھے۔زندگی کا ایک چوتھائی،جیلوں میں بسر ہوا۔خود ان کے بقول میری زندگی جیل ریل اور تمہارے اس کھیل میں گزر گئی۔مسلمانوں میں سیاسی،سماجی اور اقتصادی بیداری پیدا کرنے کے سلسلہ میں شاہ جی نے بڑی خدمات سرانجام دی ہیں۔شاہ جی واحد رہنماء تھے جو مسلمانوں کو اخبار پڑھنے اور ملکی حالات میں دلچسپی لینے کی ترغیب دیتے تھے۔دیہات اور قصبات میں مسلمانوں کو کہہ کر دوکانیں کھلواتے۔جب کہ مسلمان اس وقت دوکانداری کرنا عیب سمجھتے تھے۔مسلمانوں کی معاشرتی اور سماجی طور پر بڑی خدمت کی۔آزادی وطن کے بعد کا جو نقشہ ان کے ذہن میں تھا،اس پر اب بحث عبث ہے۔لیکن انہیں اس بات کا بہت دکھ تھا کہ انگریزوں نے ہندوستان مسلمانوں سے چھینا تھا۔پھر انگریزوں کو نکالنے کے لئے سب سے زیادہ قربانیاں بھی مسلمانوں نے ہی دی تھیں۔سراج الدولہ اور سلطان ٹیپو سے لے کر ۱۴ر اگست ۱۹۴۷ء تک لاکھوں مسلمان آزادی کے لئے قربان ہوئے،جیلیں کاٹیں،گولیاں کھائیں،پھانسی کے پھندوں کو چومتے رہے۔لیکن اب جب ملک آزاد ہو گا تو وہ مسلمانوں کا ملک کس کو ملے گا۔

درمیان میں ایک عظیم متحد خطہ اور بہت بڑی سلطنت بکرماجیت کا تخت بچھا کر ہندو کے حوالے کی جائے گی۔ دائیں بائیں دو بکھرے ہوئے اور ایک دوسرے سے ایک ہزار میل کے فاصلہ کے دو ٹکڑے مسلمانوں کے حوالے ہوں گے جو ایک دوسرے کے دکھ مصیبت میں شریک نہیں رہ سکیں گے۔ انہیں خواجہ اجمیری، خواجہ نظام الدین اولیاء، حضرت مجدد الف ثانی، شاہ ولی اللہ اور ان کے نورانی گھرانے اور دوسرے ہزارہا صلحاء کے مزاروں کا کفرستان میں رہ جانا سمجھ میں نہ آتا تھا۔ وہ اس کے لئے بھی تڑپ جایا کرتے تھے کہ دہلی کی جامع مسلمانوں کی عظمت کا نشان لال قلعہ، آگرہ کا تاج محل اور ایسی ہزاروں عظمتیں ہندو کے سپرد ہوں گی۔ دیوبندیوں کا دیوبند، بریلیوں کا بریلی، علی گڑھیوں کا علی گڑھ، جامعیوں کا جامعہ، ندویوں کا ندوہ، فرنگی محلیوں، بدایونیوں کے علمی اور روحانی مراکز کفرستان میں چلے جائیں گے۔ لیکن جب پاکستان معرض وجود میں آ گیا تو ان کی عظمت دیکھئے۔ تمام معتقدین، منتسبین ساتھیوں اور محبت رکھنے والوں کو کھل کر فرمادیا۔ جناب محمد علی جناح اور ہمارے درمیان سیاسی رائے کا اختلاف تھا۔ ایک ان کی رائے تھی ایک ہماری رائے۔ دونوں دیانت پر مبنی تھیں۔ ان کی بات کو قوم کی اکثریت نے قبول کرلیا۔ ہماری بات کو ماننے سے اکثریت نے انکار کردیا۔ اب تحریک آزادی کی ابتداء سے لے کر آخر تک کی مسلمانوں کی تمام محنتوں، قربانیوں اور کاوشوں کا صلہ پاکستان ہے۔ اس ملک کا حکم ایک مسجد کا ہے، جواب بن گئی ہے۔ اب اس کا آباد کرنا باعث اجر وثواب اور اس کا گرانا یا اسے نقصان پہنچانا حرام اور باعث عذاب ہے۔ شاہ جی انتہائی خوددار، غیرت مند، بہادر اور جری انسان تھے۔

ان کا وجود اور سراپا قدرت کا شاہکار تھا۔ زبان سے بولتے نہیں، موتی رولتے تھے۔ آواز میں قدرت نے جادو بھر دیا تھا۔ حافظہ خدا کی عطاء تھی۔ ان کے بیان کی اثر آفرینی مالک کی دین تھی۔ وہ تقریر کیا کرتے لوگوں کے ہوش وخرد کو شکار کرلیتے۔ ان کے حواس پر شاہ جی کا قبضہ ہوجاتا۔ چاہتے تو مجمع کو رلا دیتے اور چاہتے تو انہیں ہنسا دیتے۔ عموماً ان کی تقریر رات ۱۰، ۱۱ بجے شروع ہوتی۔ وہ خود اور ان کے تمام سامعین رات بھر خدا جانے کہاں چلے جاتے۔ صبح کی اذان ہوتی تو فرماتے اور وہ صبح ہوگئی۔ مؤذن، تیری آواز مکے اور مدینے، اور پھر تقریر کے ختم کرنے کا اعلان کرتے تو ایک کہرام بپا ہوجایا کرتا۔ شاہ جی تھوڑی دیر اور بیان کردیں اور شاہ جی کہتے نہیں، زندہ رہا تو ان شاء اللہ پھر کبھی آؤں گا اور تقریر سناؤں گا۔ شاہ جی کی دیانت، امانت مثالی تھی۔ وہ ''الفقر فخری'' کی تصویر تھے۔ عظیم شخصیت ہوتے ہوئے بھی غریب کارکنوں، ساتھیوں اور رضاکاروں سے گھل مل کر رہتے۔ حضور اکرم ﷺ کا عشق ان کے رونگٹے رونگٹے میں رچا بسا ہوا تھا۔ حضور ﷺ کا نام اتنے ادب سے لیتے کہ سامع کے دل میں حضور ﷺ کے لئے مقام واحترام پیدا

ہو جاتا۔ انگریز کے دشمن تھے اور انگریزوں کے دشمنوں کو سر آنکھوں پر بٹھانے والے، جھوٹ اور چوری ان کے ہاں ناقابل معافی گناہ تھا۔ جھوٹے اور چور کو قریب بھی بھٹکنے نہ دیتے تھے۔

’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کے حصے میں ان کے بڑھاپے، بیماری اور معذوری کا زمانہ آیا۔ لیکن انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے عشق اور محبت کے جذبہ کے تحت جماعت کے لئے دن رات کام کیا۔ ملک کے کونے کونے میں جماعتیں قائم ہوئیں۔ دفاتر کھولے گئے، رضا کار بھرتی کئے گئے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت انہی کی قیادت میں لڑی گئی، اس میں شک نہیں کہ بظاہر وہ تحریک کامیاب نہ ہوسکی۔ لیکن ۱۹۷۴ء کی کامیابی کی بنیاد اسی تحریک میں پیش کی جانے والی قربانیاں ہی ثابت ہوئیں۔

مجلس احرار اسلام کے چمن کی آبیاری بھی زندگی بھر انہوں نے ہی کی تھی اور آخری عمر میں ’’مجلس تحفظ ختم نبوت‘‘ کا گلستان سدابہار بھی وہ ہی اپنے ہاتھوں سے آباد کر گئے۔ ویسے تو شاہ جی مجلس کے روح رواں تھے۔ اس گلدستہ کے گل سرسبز ہمیشہ وہی رہے تھے۔ تاہم ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت کی قید وبند کی ابتلاء سے رہائی کے بعد جب ہم دوبارہ اکٹھے ہوئے اور بے پناہ قربانی کرنے کے باوجود جب ہم نے مل کر عہد کیا کہ جب تک مسئلہ ختم نبوت کو حل نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

۱۳؍دسمبر ۱۹۵۴ء کو ملتان میں ایک اجلاس ہوا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی باقاعدہ تشکیل اور ترتیب درست کی گئی۔ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری کو جماعت کا باقاعدہ امیر منتخب کیا گیا۔ ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء کو شاہ جی کی وفات کا سانحہ پیش آیا۔ اس لحاظ سے شاہ جی ۱۴؍ربیع الثانی ۱۳۷۴ھ، مطابق ۱۳؍دسمبر ۱۹۵۴ء سے ۹؍ربیع الاوّل ۱۳۸۱ھ، مطابق ۲۱؍اگست ۱۹۶۱ء تک مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے ۶ سال ۸ ماہ ۹ دن باقاعدہ امیر اور سربراہ رہے۔‘‘ (ہفت روزہ لولاک فیصل آباد، سید بنوری نمبر ص ۶۵ تا ۶۷، مؤرخہ یکم؍جنوری ۱۹۷۸ء)

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنماؤں کا دورہ نارووال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیراہتمام ملک گیر اجتماعات کے سلسلہ میں شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ اور مولانا عزیز الرحمٰن ثانی مدظلہ نارووال کے دورہ پر تشریف لائے۔ ۲۴مئی ۲۰۲۴ کا خطبہ جمعہ حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے جامع مسجد شفاء بدوملہی میں ارشاد فرمایا۔ ۲۶مئی بعد نمازِ ظہر جامع مسجد سیدنا صدیق اکبر سنکھترہ میں اور بعد نمازِ عشاء مسجد حنفیہ درمان روڈ شکرگڑھ میں کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ۲۷مئی بعد نمازِ ظہر جامع مسجد ختم نبوت عبدالحمید کھوکھر والی نارووال میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کامیاب پروگرامات کے انعقاد پر تحصیل ظفروال اور تحصیل شکرگڑھ کے تمام ذمہ داران اور معاونین حضرات کے ممنون ومشکور ہیں۔ (مولانا شرافت علی مبلغ نارووال)

مولانا بشیر احمد شاد کے دو صاحبزادوں کا وصال

مولانا محمد قاسم رحمانی

معروف عالم دین، مذہبی، سیاسی وسماجی شخصیت حضرت مولانا بشیر احمد شاد کے چھٹے صاحبزادہ مولانا مفتی کفایت اللہ فاضل جامعہ رشیدیہ ساہیوال، ناظم مالیات جامعہ محمودیہ چشتیاں، خطیب امام، مدرس جامع مسجد رحمت للعالمین چشتیاں ۲۶رمئی ۲۰۲۴ءکوعشاء کی نماز پڑھا کر گھر تشریف لائے، حرکت قلب بند ہوجانے کی وجہ سے دار فنا سے دار بقاء کی طرف انتقال کر گئے۔ حضرت مولانا بشیر احمد اور خاندان کو یہ صدمہ ابھی بھولا نہیں تھا کہ ۱۷رجون ۲۰۲۴ءکو عیدالاضحیٰ پڑھا کر حضرت مولانا بشیر احمد شاد کے ایک اور صاحبزادہ مفتی عبیداللہ فاضل جامعہ امدادیہ فیصل آباد مدرس کتب جامعہ محمودیہ چشتیاں جو کہ سعودی عرب کے اقامہ ہولڈر تھے۔ مکہ مکرمہ حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی کے خلیفہ کی حیثیت سے ان کی خانقاہ شیخ زکریا مکہ مکرمہ میں سال کا کچھ حصہ گزارتے اور باقی اپنے مدرسہ جامعہ محمودیہ چشتیاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔ وہ بھی عید کے روز نماز عیدالاضحیٰ پڑھا کر گھر کیا تشریف لائے کہ آن ہی آن میں دارفانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

حضرت مولانا بشیر احمد شاد کے خاندان کو ۲۲ دن میں دو صدمات پیش آئے۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اکابرین تمام مبلغین حضرت مولانا بشیر احمد شاد صدمہ برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ تمام خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ مبلغین مجلس تحفظ ختم نبوت کے اجلاس میں دونوں حضرات کے لئے بلندی درجات کی دعا کی گئی۔ مولانا مفتی کفایت اللہ کا جنازہ امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت شیخ المشائخ مولانا حافظ پیر ناصر الدین خاکوانی نے پڑھایا۔ مفتی عبیداللہ کا جنازہ مولانا فضل الرحمٰن درخواستی نے پڑھایا۔ دونوں حضرات کو مدرسہ کے ملحقہ قبرستان میں سپرد خاک کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ دونوں حضرات کی قبروں کو منور فرمائے۔ آمین!

مولانا ریاض احمد صدری فیصل آباد کو صدمہ

مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کے مولانا ریاض احمد صدری کے ۱۴ سالہ صاحبزادہ نوح توحید ایک عرصہ کی علالت کے بعد ۱۵ر رمضان المبارک کو انتقال کر گئے۔ جس کی نماز جنازہ شیخ الحدیث مولانا غلام فرید نے الصفہ اسلامی مرکز فیصل آباد میں پڑھایا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے مولانا عبدالرشید غازی مبلغ فیصل آباد نے شرکت کی۔ اللہ رب العزت مرحومین کی کامل مغفرت فرمائے۔

لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کے ایک متنازعہ فیصلہ کی تصحیح

مولانا اللہ وسایا

ا...... لاہور ہائی کورٹ کے راولپنڈی بینچ میں خلع کے ایک مقدمہ کا فیصلہ دیتے ہوئے جناب جسٹس مرزا وقاص رؤف جج ہائی کورٹ نے ۲۱؍جون ۲۰۲۴ء کو اپنے فیصلہ کے (ص ۱۵، ۱۶) میں سابقہ فیصلہ کے پیراگراف ۱۲ کو نقل کیا جس میں لاہوری مرزائیوں کے محمد علی لاہوری کی ایک تحریر کا حوالہ دیا اور اس فیصلہ کے پیراگراف نمبر ۱۴ میں گویا دونوں جگہ قادیانیوں کو مسلمانوں کا فرقہ قرار دیا۔

۲...... جس پر پورے ملک میں شدید اضطراب پھیل گیا۔ سوشل میڈیا میں اس پر خاصی لے دے ہوئی۔ جس نے سنا کہ لاہور ہائی کورٹ کے جج نے قادیانیوں کو مسلم فرقہ کہا۔ وہ اپنی جگہ سراپا احتجاج ہوگیا۔ پہلے سپریم کورٹ کے ایک فیصلہ میں قادیانیوں سے متعلق خلاف آئین وقانون بات درج فیصلہ ہوکر باعث تنازعہ بنی۔ اب ہائی کورٹ کے فیصلہ میں قادیانیوں کو مسلم فرقہ قرار دینے کا جس نے سنا سراپا احتجاج ہوگیا۔ اس پر نظر ثانی کے لئے وکلاء نے درخواستیں گزاریں اور اتحاد مدارس دینیہ کی تنظیم کے ذمہ دار حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن نے ’’سپریم جوڈیشل کونسل آف پاکستان‘‘ کو ایک درخواست دی۔ حضرت مولانا مفتی منیب الرحمٰن، حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا قاری یاسین ظفر کی طرف سے سپریم جوڈیشل کونسل کے نام پر ارسال کی جانے والی درخواست یہ ہے:

سپریم جوڈیشل کونسل آف پاکستان سے رہنمائی درکار ہے

لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ درخواست نمبر ۲۰۲۴ء آف ۱۶۷

رٹ پٹیشن: سید آصف حسین شاہ بنام وفاق پاکستان ودیگران

تاریخ سماعت: ۲۹؍اپریل ۲۰۲۴ء فیصلے کا اعلان: ۱۲؍جون ۲۰۲۴ء

جج: جسٹس مرزا وقاص رؤف نوٹ: یہ فیصلہ ۴۵ صفحات پر محیط ہے۔

فیصلے میں معزز جج پی ایل ڈی ۱۹۵۹ء (مغربی پاکستان) لاہور ۵۶۶ کا حوالہ دیتے ہیں اور پھر اس کے متعلقہ اقتباسات نقل کرتے ہیں، اس اقتباس کے پیراگراف نمبر ۱۴ میں درج ہے۔

ترجمہ: ’’مسلم لا‘‘ تصنیف: عزیز احمد کے صفحہ ۲۳۵ پر ’’مسلمانوں کے احمدی (قادیانی) فرقے کا نظریہ بیان کیا گیا ہے۔‘‘

ضابطہ یہ ہے: عدالت جس فیصلے یا کتاب کا اقتباس نقل کرتی ہے اس کی بابت ہمارا مؤقف یہ ہے۔ عدالت اسے اپناتی ہے اور اپنے موقف کے حق میں استعمال کرتی ہے اور اگر وہ اقتباس حقیقت یا نتائج کے اعتبار سے غلط ہے تو عدالت پر لازم ہوتا ہے کہ اپنے فیصلے میں اس کو رد کرے۔ کیونکہ اس کی بابت عدالت کا سکوت اس کی رضامندی کی دلیل ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ عدالت اسے قبول کر رہی ہے۔'' اسی باعث پاکستان کے دینی طبقات میں اس اقتباس کے درج کرنے پر بڑے پیمانے پر اضطراب پیدا ہوا اور اگر اس کا ازالہ نہ کیا گیا تو ایک تحریک بھی برپا ہوسکتی ہے جو موجودہ حالات میں ملک کے لئے کسی طور پر بھی مفید نہیں ہے۔

ہماری اعلیٰ عدالتوں کے تمام موجودہ جج صاحبان نے، بلکہ ان سب نے جنہوں نے ۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء میں ''ارتداد قادیانیت کی دوسری آئینی ترمیم'' کے بعد وقتاً فوقتاً ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ کے جج بنے ہیں انہوں نے دستور پاکستان کا حلف اٹھا رکھا ہے اور دستور پاکستان کی رو سے قادیانی، خواہ وہ خود کو ''قادیانی کہلائیں یا لاہوری کہلائیں یا بزعم خویش احمدی کہلائیں'' دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ اس عقیدے کا اقرار واعتراف اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کے حلف میں بھی شامل ہے۔ جو دستور پاکستان کے ضمیمے میں درج ہے اور مذکورہ بالا دونوں اعلیٰ ریاستی عہدیداران اس حلف کے اٹھائے بغیر بالترتیب اسلامی جمہوریہ پاکستان کے صدر اور وزیراعظم کے منصب پر فائز نہیں ہوسکتے۔ اسی طرح اعلیٰ عدالتوں کے جج صاحبان بھی آئین کی پاسداری کا باقاعدہ حلف اٹھاتے ہیں اور وہ اس پر لفظاً ومعناً عمل درآمد کے پابند ہیں، سپریم کورٹ آف پاکستان اور تمام ہائی کورٹس کے جج صاحبان یک زبان بھی ہوجائیں تو ان کے پاس آئین میں ترمیم کا قطعاً کوئی دستوری یا منصبی اختیار نہیں۔

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کو دوسری آئینی ترمیم کی منظوری اور اس کے دستور کا حصہ بننے کے بعد قادیانی آئینی طور پر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پس ہائی کورٹ کے کسی جج صاحب کا ماضی کے حوالے سے کسی ایسے اقتباس کو اپنے فیصلے کا حصہ بنانا، جس میں قادیانیوں کو ''احمدی مسلم فرقہ'' قرار دیا گیا ہو۔ دستور کی خلاف ورزی ہے اور جو حلف انہوں نے اٹھایا ہے اس کی بھی خلاف ورزی ہے۔ ہاں! البتہ اگر وہ اس اقتباس کو نقل کرنے کے بعد اس کو رد کردیتے تو پھر کوئی ابہام پیدا نہ ہوتا اور نہ پاکستان کے دینی طبقات میں کوئی اضطراب پیدا ہوتا۔ لہٰذا سپریم جوڈیشل کونسل آف پاکستان کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ اگر اعلیٰ عدالتوں کا کوئی جج اپنے حلف اور دستور کی خلاف ورزی میں رد کئے بغیر کوئی خلاف آئین اقتباس نقل کرتا ہے تو وہ بدستور اپنے منصب پر فائز رہنے کا اہل بھی ہے یا نہیں ہے، نیز لازم ہے۔ لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ دستور کی اس خلاف ورزی کا ازالہ کرے یا تو اس پورے اقتباس کو اپنے فیصلے سے حذف کرے یا دستور کی روشنی میں اس کا رد کرے اور اس

تردید کو فیصلے کا حصہ بنائے ورنہ اس بارے میں سکوت ملی وحدت کے لئے ناقابل تلافی نقصان کا باعث ہوگا۔

اگرچہ اعلیٰ عدلیہ کے معزز جج صاحبان کو بعض استثناءات حاصل ہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مسلمانوں کے مذہبی جذبات سے کھیلا جائے۔ اس لئے دیکھنا ہوگا کہ آیا اس پر تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۲۹۵ اے کا اطلاق ہوتا ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس دفعہ میں کہا گیا ہے۔ ایسا فعل جس سے مترشح ہوتا ہو کہ دانستہ اور بدنیتی سے لوگوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرنے کی کوشش کی گئی ہو اور ان کے مذہبی نظریات کی توہین کی گئی ہو۔

۱۹؍جون ۲۰۲۴ء

تحریر: مفتی منیب الرحمٰن رئیس دارالافتاء جامعہ نعیمیہ کراچی

__تائید وتوثیق__

(۱) قاری محمد حنیف جالندھری ...... مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ خیر المدارس ملتان

(۲) مولانا قاری یاسین ظفر ...... ناظم اعلیٰ جامعہ سلفیہ فیصل آباد

پورے ملک میں لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ کے جج مرزا وقاص رؤف کے فیصلہ کے خلاف سوشل و پرنٹ میڈیا میں احتجاج ہوا تو لاہور ہائی کورٹ کے ترجمان نے ایک وضاحت جاری کی جو یہ ہے:

__معزز جج صاحبان کے خلاف پروپیگنڈہ انتہائی قابل مذمت ہے۔ لاہور ہائی کورٹ__

روزنامہ جنگ ملتان (6) 20 جون 2024ء

معزز جج صاحبان کیخلاف پروپیگنڈہ انتہائی قابل مذمت ہے، لاہور ہائیکورٹ

فیصلے پر غیر ضروری اور غلط فہمی پر مبنی تنقید کی جارہی ہے ترجمان لاہور ہائیکورٹ

1959 کا فیصلہ احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم قرار دیئے جانے سے پہلے کا ہے

راولپنڈی (اپنے رپورٹر سے) لاہور ہائیکورٹ کی مجاز اتھارٹی نے لاہور ہائیکورٹ کے ایک جج (جسٹس مرزا وقاص رؤف) کے خلاف سوشل میڈیا پر پروپیگنڈہ کا نوٹس لیتے ہوئے قرار دیا ہے کہ لاہور ہائیکورٹ کی جانب سے کیس نمبر 167/2024، سید آصف حسین شاہ بنام فیڈریشن آف پاکستان اور دیگر میں ہونے والے فیصلے پر غیر ضروری اور غلط فہمی پر مبنی تنقید کی جارہی ہے۔ ترجمان لاہور ہائیکورٹ کی

باقی صفحہ 5 بقیہ نمبر 53

بقیہ　لاہور ہائیکورٹ　53

طرف سے جاری بیان میں کہا گیا ہے کہ کیس کی بحث کے دوران ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کی جانب سے ایک کیس بعنوان محترمہ بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام قریشی (PLD 1959 WP 566) کا حوالہ دیا گیا۔ جس کو معزز جج نے حالیہ فیصلہ کے صفحہ نمبر 9 سے صفحہ نمبر 23 تک محض نقل کیا ہے۔ حالیہ فیصلہ کے صفحہ نمبر 16 پر جس پیراگراف نمبر 14 کا حوالہ دیا گیا ہے وہ 1959 کے فیصلہ کا پیراگراف نمبر 14 ہے جو کہ اس فیصلہ میں نقل کیا گیا ہے۔ یہ عدالت کی آبزرویشن نہیں ہے۔ حالیہ فیصلہ کا پیراگراف نمبر 14 صفحہ نمبر 32 پر ہے۔ 1959 کا فیصلہ احمدیوں (قادیانیوں) کو غیر مسلم قرار دیئے جانے سے پہلے کا ہے، اس لئے فیصلہ کو فاضل جج کے ساتھ جوڑنا یا ادارہ جاتی نظریہ کے طور پر پیش کیا جانا درست نہیں ہے۔ سوشل میڈیا پر ہونے والے پراپیگنڈا کی مکمل طور پر نفی کی جاتی ہے۔ سوشل میڈیا پر معزز جج صاحبان کے خلاف ہونے والا پروپیگنڈہ انتہائی قابل مذمت ہے۔

۲۰؍جون کو یہ وضاحت لاہور ہائی کورٹ کے ترجمان کی طرف سے اخبارات میں شائع ہوئی۔

اسی دن ۲۰؍جون ۲۰۲۴ء کو نظر ثانی کی درخواستیں پیش ہوئیں۔

یہ درخواستیں سماعت کے لائق ہیں یا نہیں؟ اس کی سماعت کے لئے تاریخ مقرر ہونا تھی لیکن جسٹس مرزا رؤف صاحب نے اپنے فیصلہ کے صفحہ ۱۲ میں درج پیراگراف نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۴ کے غلط اور غیر محل پر درج

ہونے کا اعتراف کرتے ہوئے واضح طور پر اس پیراگراف ۱۲ اور ۱۴ کو فیصلہ سے حذف کرنے کا نیا فیصلہ دیا۔ جس پر اگلے روز ۲۱ رجون ۲۰۲۴ء کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی:

قادیانی گروپ کا کوئی فرد خود کو ''مسلم'' یا ''مسلم فرقہ'' سے تعلق قرار نہیں دے سکتا، لاہور ہائی کورٹ

آئین پاکستان ۱۹۷۳ء میں ''مسلم'' اور ''غیر مسلم'' کی واضح تعریف درج ہے۔ جسٹس مرزا وقاص رؤف:

روزنامہ جنگ ملتان (6) 21 جون 2024ء

قادیانی گروپ کا کوئی فرد خود کو مسلم یا مسلم فرقہ سے تعلق قرار نہیں دے سکتا، لاہور ہائیکورٹ

آئین پاکستان 1973 میں مسلم اور غیر مسلم کی واضح تعریف درج ہے، جسٹس مرزا وقاص روف

راولپنڈی (اپنے رپورٹر سے) لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ کے جسٹس مرزا وقاص روف نے کیس نمبر 167/2024، سید آصف حسین شاہ

باقی صفحہ 3 بقیہ نمبر 40

بقیہ 40 لاہور ہائیکورٹ

بنام فیڈریشن آف پاکستان اور دیگر میں ہونے والے فیصلے کے خلاف نظر ثانی کی درخواست نمٹاتے ہوئے قرار دیا ہے کہ قادیانی گروپ کا کوئی فرد یا لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو "احمدی" کہتے ہیں یا بہائی یا کسی بھی شیڈول کاسٹ سے تعلق رکھتا ہو خود کو مسلم یا مسلم فرقہ سے تعلق قرار نہیں دے سکتا۔ کیس بعنوان بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام قریشی (PLD 1959 WP 566) کے پیرا چار، بارہ اور چودہ پر نظر ثانی کی درخواست تحریک لبیک پاکستان کی مرکزی شوریٰ کے رکن رضوان احمد نے تیمور وحید ملک ایڈووکیٹ کے ذریعے دائر کی تھی۔ جس میں وفاق پاکستان کو بذریعہ سیکرٹری کیبنٹ، سیکرٹری قانون، طیبہ سید، چیئرمین یونین کونسل 27 ڈھوک کشمیریاں، چیئرمین مصالحتی کونسل یونین کونسل 27، غلام سرفراز جج فیملی کورٹ راولپنڈی اور سید آصف حسین شاہ کو بھی فریق بنایا گیا۔ درخواست گزار کا موقف تھا کہ آئین 1973 کے آرٹیکل 260 کے تحت کوئی بھی قادیانی، احمدی (لاہوری گروپ) اور کوئی بھی نام ہو اسے غیر مسلم قرار دیا جا چکا ہے۔ عدالت عالیہ نے اسی وقت اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب محمد شاہد منیر کو نوٹس جاری کیا۔ جو انہوں نے قبول کرلیا۔ عدالت عالیہ نے فیصلے میں لکھا کہ درخواست گزار نے جن سابقہ فیصلے کے پیروں پر اعتراض اٹھایا عدالت عالیہ نے پہلے ہی ان کا اپنے فیصلے کے صفحہ 37 پیرا ٹو میں وضاحت کردی ہے۔ آئین پاکستان 1973 میں مسلم اور غیر مسلم کی واضح تعریف درج ہے۔ جس کے بعد بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام قریشی (PLD 1959 WP 566) کا فیصلہ اپنی افادیت کھو چکا ہے۔ عدالت عالیہ نے نظر ثانی درخواست نمٹاتے ہوئے 20 جون کے فیصلے کو 12 جون کے رٹ پٹیشن 167/2024 کے فیصلے کا حصہ قرار دیا ہے۔

لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بینچ راولپنڈی کے جج جناب مرزا وقاص رؤف نے نظر ثانی پر جو فیصلہ دیا اس کا انگریزی متن یہ ہے:

Form No.HCJD/C-121

ORDER SHEET
LAHORE HIGH COURT
RAWALPINDI BENCH RAWALPINDI
JUDICIAL DEPARTMENT

Review Application No.04 of 2024

Rizwan Ahmed VS Federation of Pakistan etc.

S.No. of order/ proceeding	Date of order/ proceeding	Order with signature of Judge and that of parties or counsel, where necessary
	20.06.2024	M/s Raja Imran Khalil, Taimur Waheed Malik and Hafiz Liaqat Manzoor Kamboh, Advocates for the applicant.

This application is in terms of Section 114 read with Order XLVII of the Code of Civil Procedure (V of 1908) seeking review of the judgment dated 12th June, 2024 passed in Writ Petition No.167 of 2024.

2. The grievance agitated by the applicant in this application is restricted to Paras No.4, 12 & 14 of the reproduced portion of judgment reported as *Mst. BALQIS FATIMA versus NAJM-UL-IKRAM QURESHI* (PLD 1959 (W.P.) Lahore 566) more specifically highlighting the view of Quadiani Group, which was further affirmed by the Supreme Court of Pakistan in the case of *Mst. KHURSHID BIBI versus Baboo MUHAMMAD AMIN* (PLD 1967 Supreme Court 97) find mentioned as Para No.2 at page No.37 of the judgment under review.

3. The review is sought on the ground that after the promulgation of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 in terms of Article 260 a person of the Quadiani Group or the Lahori Group who call themselves 'Ahmadis' or by any other name have been declared as non-Muslim.

4. In view of averments in the application notice is issued to the learned Advocate General, Punjab. At this stage, Mr. Muhammad Shahid Munir, Assistant Advocate General Punjab accepts notice, so there is no need to issue any formal notice to this effect.

5. As already observed that the applicant is only aggrieved of certain portion of reproduced extract from the judgment in the cases of ***Mst. Balqis Fatima supra*** and ***Mst. Khurshid Bibi supra*** more specifically Paras No.4, 12 & 14 of the judgment of the former case and Para No.2 reproduced at page No.37 of the judgment under review from the latter case.

6. Needless to observe that the above-mentioned Paras were only reproduced as extracts from the above referred judgments and with the promulgation of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973 and more specifically by inserting definitions of "Muslim" and "non-Muslim" in Article 260(3)(a) & 260(3)(b), the observations recorded in the above referred judgments automatically loses their efficacy as well as status and there remains no cavil to observe that a person of the Quadiani Group or the Lahori Group who call themselves "Ahmadis' or by any other name or a Bahai, and a person belonging to any of the Scheduled Castes cannot be termed as "Muslim" or class/sect of "Muslim".

7. With these observations this review application with consent of all in attendance is accordingly disposed of. The observations recorded hereinabove shall be treated as part of judgment dated 12th June, 2024 passed in Writ Petition No.167 of 2024.

(MIRZA VIQAS RAUF)
JUDGE

Shahbaz Ali*

اس انگریزی متن کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے ملاحظہ فرمائیں:

آرڈر شیٹ

لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ راولپنڈی

جوڈیشل ڈیپارٹمنٹ

(2024-04 کی درخواست کا جائزہ)

رضوان احمد بنام فیڈریشن آف پاکستان ودیگر

آرڈر یا کارروائی کی تاریخ 20-6-2024

درخواست گزار کے وکیل: مسز راجہ عمران خلیل، تیمور وحید ملک اور حافظ لیاقت منظور کمبوہ۔

۱...... یہ درخواست کوڈ آف سول پروسیجر (V of 1908ء) کے حکم XLVII کے ساتھ پڑھی جانے والی دفعہ ۱۱۴ کے مطابق ہے، جس میں ۱۲ر جون ۲۰۲۴ء کے فیصلے پر نظر ثانی کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ جس کو ۲۰۲۴ کی رٹ پٹیشن نمبر ۱۶۷ میں منظور کیا گیا ہے۔

۲...... اس درخواست میں درخواست گزار کی طرف سے جو شکایت کی گئی ہے وہ فیصلے کے دوبارہ پیش کردہ حصے کے پیراگراف نمبر ۴، ۱۲، اور ۱۴ تک محدود ہے، جس کو مسز بلقیس فاطمہ بنام نجم الاکرام قریشی (پی ایل ڈی ۱۹۵۹ سپریم کورٹ (ڈبلیو، پی) لاہور ۵۶۶) کے طور پر رپورٹ کیا گیا ہے۔ مزید خاص طور پر قادیانی گروپ کے نقطہ نظر کو اجاگر کرنا، جس کی مزید توثیق سپریم کورٹ آف پاکستان نے محترمہ کے کیس میں کی تھی۔ مسز خورشید بی بی بنام بابو محمد امین (پی ایل ڈی ۱۹۶۷، سپریم کورٹ ۹۷) کا ذکر زیر نظر فیصلے کے صفحہ نمبر ۳۷، پیرا نمبر ۲ کے طور پر کیا گیا ہے۔

۳...... نظر ثانی اس بنیاد پر کی گئی ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے نفاذ کے بعد آرٹیکل ۲۶۰ کے تحت قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ کا کوئی فرد جو خود کو احمدی یا کسی اور نام سے پکارتا ہے، غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔

۴...... درخواست میں دلائل کے پیش نظر ایڈووکیٹ جنرل پنجاب کو نوٹس جاری کیا گیا ہے۔ اس مرحلے پر جناب محمد شاہد منیر اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل پنجاب نوٹس قبول کرتے ہیں، اس لئے اس سلسلے میں کوئی باضابطہ نوٹس جاری کرنے کی ضرورت نہیں۔

۵...... جیسا کہ پہلے ہی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ درخواست دہندہ مسز بلقیس فاطمہ سپرا اور محترمہ خورشید بی بی کے مقدمے کے فیصلہ کے اقتباس سے مضطرب ہیں۔ مزید خاص طور پر سابقہ مقدمے کے فیصلے کا پیراگراف نمبر ۴، ۱۲، اور ۱۴۔ اور پیرا نمبر ۲ مؤخر الذکر کیس کے زیر نظر فیصلے کے صفحہ نمبر ۳۷ پر دوبارہ پیش کیا۔

۶...... اس بات کا مشاہدہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ مذکورہ بالا پیراگراف کو صرف مذکورہ بالا فیصلوں سے اقتباس کے طور پر اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین ۱۹۷۳ء کے نفاذ کے ساتھ اور خاص طور پر ''مسلم'' اور ''غیر مسلم'' کی تعریفیں ڈال کر دوبارہ پیش کیا گیا تھا۔ مسلم آرٹیکل 260 (3) (a) اور 260 (3) (b) میں درج بالا فیصلوں میں درج مشاہدات خود بخود اپنی افادیت اور حیثیت کھو بیٹھتے ہیں اور اس بات کا مشاہدہ کرنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ قادیانی گروپ کا کوئی فرد یا لاہوری گروپ جو اپنے آپ کو ''احمدی'' یا کسی اور نام سے یا بہائی کہتے ہیں، اور کسی بھی درج فہرست ذات سے تعلق رکھنے والے شخص کو ''مسلم'' یا ''مسلمان'' کا طبقہ/فرقہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔

۷...... ان مشاہدات کے ساتھ نظر ثانی کی درخواست کو تمام حاضرین کی رضامندی کے ساتھ نمٹادیا جاتا ہے۔

یہاں درج کیے گئے مشاہدات کو ۱۲/جون ۲۰۲۴ء کے فیصلے کے حصے کے طور پر سمجھا جائے گا جو ۲۰۲۴ کی رٹ پٹیشن نمبر ۱۶۷/میں منظور کیا گیا تھا۔　مرزا وقاص رؤف جج

یوں اللہ رب العزت نے کرم فرمایا کہ ہائی کورٹ کے ایک فیصلہ سے جس تنازعہ نے جنم لیا تھا۔ اس جج کے فیصلہ ہی سے وہ تنازعہ اپنے انجام کو پہنچ گیا اور ہائی کورٹ لاہور نے ایک بار قادیانیت کے کفر کا واضح طور پر اعلان کیا۔ ایک بار پھر کفر ہار گیا اور اسلام جیت گیا۔ **الحمدللہ علی ذالک حمداً کثیراً!**

مولانا بلال میانی ضلع سرگودھا کو دہرا صدمہ

مولانا محمد بلال رکن مجلس تحفظ ختم نبوت میانی وخادم اکابرین خانقاہ سراجیہ کے والد گرامی رانا محمد نثار طویل علالت کے بعد ۲۰ مئی ۲۰۲۴ء کو انتقال فرماگئے۔ مرحوم ایک ریٹائرڈ آفیسر تھے۔ آپ دین اور علماء دین سے عقیدت کا تعلق رکھتے تھے۔ مرکزی جامع مسجد مدنی میانی کے منتظم ومتولی کے فرائض آخری دم تک اچھے انداز سے سرانجام دیتے رہے۔ ۳۰ مئی ۲۰۲۴ء کو مولانا محمد بلال کی والدہ محترمہ بھی انتقال کرگئیں۔ رانا محمد نثار کی نماز جنازہ میانی جنازہ گاہ میں حضرت مولانا خواجہ عزیز احمد نائب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جبکہ ان کی اہلیہ مرحومہ کی نماز جنازہ مولانا مفتی طاہر مسعود کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ مرحومین نے پسماندگان میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں چھوڑے، جن میں دو عالم دین ہیں۔ جنازہ میں قاری عبدالرحمٰن ضیاء راؤ عبدالقیوم جمعیت علمائے اسلام سرگودھا، مولانا قاضی مطیع اللہ سعیدی، مولانا عبدالماجد شہیدی، مولانا محمد قاسم سیوطی مبلغ اور قاری عبدالواحد امیر منڈی بہاؤالدین، مولانا محمد ساجد ودیگر کثیر تعداد میں شرکاء نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحومین کے درجات بلند فرمائے اور تمام ورثاء کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین!

کیا قادیانی قربانی کر سکتے ہیں؟ عبادت گاہیں بنا سکتے ہیں؟

مجیب الرحمٰن شامی، مولانا عمار خان ناصر اور ذریت مرزا غلام کادیانی

مفتی عبدالصمد ساجد

مولانا عمار خان صاحب ناصر کی مرزائیوں کے حقوق کے حوالے سے ایک فیس بک پوسٹ پر بندہ نے ان سے چند گزارشات کی تھیں یہاں ذرا تفصیل سے کچھ معروضات پیشِ خدمت ہیں۔

مولانا زاہد الراشدی صاحب کے بیٹے جناب مولانا عمار خان صاحب ناصر، مرزا اور ان کے ہم نوا کچھ احباب پر اس چیز کا غلبہ ہے کہ مذہبی طبقہ میں عدمِ برداشت اور تشدد پایا جاتا ہے، اپنی اس فکری غلبہ کا اظہار وہ صرف اس صورت میں کرتے ہیں جب بات غیروں کی ہو، مسلمانوں کے مسلمہ عقائد پر کسی بھی طرح راہ زنی کی جائے انہیں اس پر قطعاً کوئی تشویش نہیں ہوتی، نہ انہوں نے کبھی کوئی ایسا بیانیہ دیا جس سے کفر کو نقصان پہنچے یا کفر جس پچ پر کھیلتا ہے وہاں وہ مدِ مقابل نظر آئیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ اکثر مخالف ٹیم کو تھپکی دیتے یا کم از کم باؤنڈری لائن سے باہر گئی گیند ان کو پکڑانے میں مدد کر رہے ہوتے ہیں۔

ایک عرصہ سے اس طبقہ کی طرف سے یہ راگ الاپا جا رہا ہے کہ مرزا غلام کادیانی کے متبعین مرزائیوں قادیانیوں کو بھی مذہبی آزادی فراہم کی جائے اور انہیں وہ حقوق دیے جائیں جو دوسرے غیر مسلم اقلیتوں مثلاً عیسائیوں، ہندو وغیرہ کو حاصل ہیں حالانکہ دونوں قسم کے غیر مسلموں میں واضح فرق اور امتیاز ہے۔ مرزا غلام کادیانی کے ماننے والوں کو دوسرے کافروں پر قیاس کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ دونوں کے افکار و نظریات اور اطوار و اعمال مختلف ہیں عام غیر مسلم جب مسلمانوں کے ملک میں نیشنلٹی لے کر رہا ہو تو اسے ذمی کہتے ہیں یا ویزہ لے کر آیا ہو تو اسے متأمن کہتے ہیں۔ ہر دو کا حکم یہ ہے کہ ان کا جان اور مال مسلمانوں کے جان اور مال کی طرح محفوظ ہوتے ہیں جبکہ حربی غیر مسلم یعنی جو مسلمانوں کے خلاف میدانِ جنگ میں اترا ہو یا ان کے خلاف سازشوں میں مصروفِ عمل ہو گو مسلمانوں کے ملک میں ہی رہ رہا ہو، اسی طرح جو مرتد اور زندیق قسم کا کافر ہو، ان کو وہ حقوق حاصل نہیں ہوتے جو ذمی غیر مسلموں کو حاصل ہوتے ہیں بلکہ ان کو ذمی بنانا اور مسلمان ملک میں نیشنلٹی دینا جائز نہیں ہے۔

شریعت اسلامیہ کا حکم یہ ہے کہ حکومتِ اسلامیہ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے ناپاک وجود سے زمین کو پاک کر دیں البتہ عوام اور رعایا کو قانون ہاتھ میں نہیں لینا چاہئے کہ اس سے فساد اور فتنہ ہوگا۔ یہ بنیادی فرق سامنے رکھا جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ مسئلہ سمجھنے میں آسانی ہوگی۔ جناب پیر رضوان نفیس صاحب

مدظلہم کے ایک سوال کے جواب میں بندہ نے جامعہ حقانیہ ساہیوال ضلع سرگودھا کے دارالافتاء سے زندیق کی تعریف اور حکم پر تفصیلی فتویٰ لکھا تھا جس پر جانشین فقیہ العصر مولانا مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم العالی کی تصدیق اور دستخط ہیں پھر یہ فتویٰ مجلّہ صفدر لاہور میں بھی شائع ہوا۔تفصیلات تو اس میں یا اکابر کی مفصل کتب میں ملاحظہ ہوں، مختصراً یہاں صرف زندیق کی تعریف وحقیقت لکھی جاتی ہے تا کہ بات سمجھنے میں سہولت ہو۔

زندیق کسے کہتے ہیں؟

زندیق اس نامراد کافر کو کہا جاتا ہے جو اپنے کفریہ عقائد کو بصورت اسلام پیش کرے یا ضروریات دین کی ایسی تشریح کرے جو سراپا کفر ہو۔اب مرزا کادیانی کے متبعین کو دیکھ لیں کہ وہ متعدد کفریات کے ارتکاب کے باوجود خود کو مسلمان کہلوا کر دھوکہ دیتے ہیں، اپنی مغلظات اور باطنی گندگی کو اسلام کے خوب صورت طشت میں چھپا کر پیش کرنے کی سعیِ مذموم مدحور کرتے ہیں۔لعنھم اللہ لعنا کبیرا واخذھم وعذبھم عذابا نکرا نیز ختمِ نبوت جیسے بدیہی، قطعی عقائد کی ایسی تشریح کرتے ہیں جس سے سوائے انکارِ ختم نبوت کے کچھ نہیں نکلتا۔زندقہ کفر کی بدترین صورت ہے اس سے بڑھ کر کوئی کفر نہیں۔

کادیانی اور شعائرِ اسلام، آئین پاکستان!

آئین پاکستان کی دفعہ ۲۹۸بی میں یہ بات طے ہے کہ کادیانی شعائرِ اسلام کو استعمال نہیں کر سکتے، شعائرِ اسلام وہ احکام کہلاتے ہیں جو اسلام کی علامت ہیں اور جن سے کسی شخص کی بطور مسلمان شناخت ہوتی ہے، نیز کادیانی اپنے باطل مذہب کی دعوت بھی نہیں دے سکتے۔شعائرِ اسلام کسے کہا جاتا ہے مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع عثمانیؒ لکھتے ہیں ''شعائرِ اسلام ان اعمال وافعال کو کہا جائے گا جو عرفاً مسلمان ہونے کی علامت سمجھے جاتے ہیں اور محسوس ومشاہد ہیں، جیسے نماز، اذان، حج، ختنہ اور سنت کے موافق داڑھی وغیرہ'' (معارف القرآن، مائدہ:۲، ج۳،ص۱۸) ہدایہ کی شرح ''البنایۃ'' میں ہے ''شعائر الشرع وأحکامہ: الشعائر ...... وھو جمع شعارۃ، وقال الأصمعی: جمع شعیرۃ، والیہ مال السراج، والأولیٰ ھو الأوّل، لأن الشعیرۃ واحدۃ الشعیر الذی ھو من الحبوب، والشعیرۃ أیضا: البدنۃ تھدی. والشعارۃ کل ما جعل علما لطاعۃ اللہ تعالیٰ...... قال الجوھری: الشعائر، أفعال الحج، وکل ما جعل علما لطاعۃ اللہ عز وجل، ویقال: المراد بھا: ماکان أداؤہ علیٰ سبیل الاشتھار، کأداء الصلاۃ بالجماعۃ وصلاۃ الجمعۃ والعیدین، والأذان، وغیر ذلک مما کان فیہ اشتھار.'' (مقدمۃ الکتاب، ج۱ص۱۱۴ط: دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شعائر، شعارہ کی جمع ہے......اور شعارہ ہر اس امر کو کہتے ہیں جو اطاعت خداوندی کی علامت ہو،

جوہری کہتے ہیں: شعائر، افعال حج اور ہر اس امر کو کہتے ہیں جو اطاعت خداوندی کی علامت ہو، اور اس سے مراد ہر وہ امر بھی ہوسکتا ہے جس کی ادائیگی اعلانیہ کی جاتی ہو، مثلاً جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا، جمعہ وعیدین کی نمازیں، اذان وغیرہ اور وہ عبادات جن کی ادائیگی اعلانیہ کی جاتی ہو۔'' اس حوالے سے جناب متین خالد صاحب کی ایک تحریر کے کچھ اقتباسات ملاحظہ فرمائیں'' قادیانی پوری دنیا میں شور مچاتے ہیں کہ پاکستان میں ہم پر ظلم ہو رہا ہے۔ ہمارے حقوق غصب کیے جارہے ہیں۔ ہمیں آزادی اظہار نہیں ہے۔ وہ کبھی اقوام متحدہ سے اپیلیں کرتے ہیں، کبھی یہودیوں اور عیسائیوں سے دباؤ ڈلواتے ہیں۔ حالانکہ ہم بڑی سادہ سی جائز بات کہتے ہیں کہ تم مرزا قادیانی کو محمد رسول اللہ نہ کہو۔ کلمہ طیبہ مسلمانوں کا ہے، تم اس پر قبضہ نہ کرو یعنی شراب پر زم زم کا لیبل نہ لگاؤ لیکن قادیانی اس سے باز نہیں آتے بلکہ الٹا اسلام کے نام پر اپنے خودساختہ عقائد ونظریات کی تبلیغ وتشہیر کرتے ہیں۔ قادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال اور اس کی توہین سے روکنے کے لئے ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو حکومت پاکستان نے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری کیا، جس کی رو سے قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہہ سکتے اور اپنے مذہب کے لئے اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال نہیں کر سکتے۔ اس سلسلہ میں تعزیراتِ پاکستان میں ایک نئی فوجداری دفعہ ۲۹۸/c کا اضافہ کیا گیا۔

ملاحظہ فرمائیں تعزیرات پاکستان کی دفعہ C۲۹۸

'' قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے، کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

سپریم کورٹ آف پاکستان کے فل بنچ کے تاریخی فیصلہ ظہیر الدین بنام سرکار، (SCMR 1718 1993) کی رو سے کوئی قادیانی خود کو مسلمان نہیں کہلوا سکتا اور نہ ہی اپنے مذہب کی تبلیغ کر سکتا ہے۔ خلاف ورزی کی صورت میں وہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ C۲۹۵ اور C۲۹۸ کے تحت سزائے موت کا مستوجب ہے۔

اس کے باوجود قادیانی آئین، قانون اور اعلیٰ عدالتی فیصلوں کا مذاق اڑاتے ہوئے خود کو مسلمان کہلواتے، اپنے مذہب کی تبلیغ کرتے، گستاخانہ لٹریچر تقسیم کرتے، شعائر اسلامی کا تمسخر اڑاتے اور اسلامی مقدس شخصیات ومقامات کی توہین کرتے ہیں۔ (جناب محمد متین خالد)

قادیانی اور قربانی!

اب اگر قربانی کے مسئلہ کو دیکھا جائے تو قربانی از روئے قرآن کریم شعائر اسلام میں سے ہے:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنَاهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ فَإِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ كَذٰلِكَ سَخَّرْنَاهَا لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ (حج:۳۶)

ترجمہ: اور ہم نے تمہارے لئے قربانی کے اونٹ کو اللہ کی نشانیوں میں سے بنایا ہے تمہارے لئے ان میں فائدے بھی ہیں، پھران پر اللہ کا نام کھڑا کر کے لو، پھر جب وہ کسی پہلو پر گر پڑیں تو ان میں سے خود کھاؤ اور صبر سے بیٹھنے والے اور سائل کو بھی کھلاؤ، اللہ نے انہیں تمہارے لئے ایسا مسخر کر دیا ہے تا کہ تم شکر کرو۔

اس سے بڑھ کر قربانی کے شعائرِ اسلام ہونے کی کیا دلیل ہوگی؟ پوری دنیا میں مسلمان خوب دھوم دھام سے قربانیاں کرتے ہیں اور یہ عظیم عبادت مسلمانوں کی شناخت اور علامت ہے۔ لہٰذا اسلام اور آئین دونوں کی رو سے قادیانیوں کو اس شعار کا استعمال کرنے کا حق نہیں ہے۔

چاردیواری کے اندر قربانی کرنا

سوال یہ ہے کہ کیا کادیانیوں کو چاردیواری کے اندر قربانی کرنے کی اجازت ہے یا نہیں؟ مولانا عمار خان ناصر اور ان کے ہم فکر لوگوں کی طرف سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ اگر چاردیواری میں ان کو قربانی کرنے دی جائے تو کیا حرج ہے؟ اولاً تو گزارش یہ ہے کہ قربانی ایسا عمل نہیں ہے کہ جو چاردیواری تک محدود رہے بلکہ اس کے اثرات متعدی ہیں قربانی کرنے کے لئے جانور انہی مارکیٹوں اور منڈیوں سے لئے جائیں گے جہاں جھوٹے مرزا کے جھوٹے نام لیوا خود کو مسلمانوں کے لبادہ میں پیش کریں گے۔

چاردیواری کی آڑ میں کی گئی قربانیوں کو سادہ لوح عوام اور مسلمانوں کو دینِ اسلام سے برگشتہ کرنے کے لئے استعمال کیا جائے گا ایسے واقعات مشاہد وظاہر ہو چکے ہیں کہ کادیانی قربانیاں کرتے رہے اور رات کے اندھیرے میں غریب مسلمانوں کے گھروں تک اس کا گوشت پہنچاتے رہے تا کہ ان کی ہمدردیاں سمیٹ سکیں اور ان کو اپنے باطل مذہب کی طرف مائل کر سکیں، ان کذابوں دجالوں کو قربانی کی اجازت دینا مذہب کی تبلیغ کی اجازت کے مترادف ہے۔

مجیب الرحمٰن شامی صاحب کی غلط فہمی

معروف صحافی جناب مجیب الرحمٰن شامی صاحب نے دنیا نیوز پر بیٹھ کر جو بیان دیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کادیانیوں کو قربانی کرنے حتی کہ عبادت گاہیں بنانے کا بھی حق حاصل ہے۔ اور اس پر جناب عمار خان ناصر صاحب نے فرمایا کہ مجیب الرحمٰن شامی کی یہ بات بالکل درست ہے۔ حیرت اور تعجب شامی صاحب پر

نہیں ہے کیونکہ وہ ایک صحافی ہیں اور ان کا دینی علمی کوئی پسِ منظر و پیشِ منظر نہیں ہے تعجب و تأسف اور حیرت واستعجاب مولانا عمار خان ناصر پر ہے جو کادیانیت کو بہم فائدہ پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے، اس کا ایک معیار یہ بھی ہوسکتا ہے کہ دیکھا جائے کہ آپ کی بات پر شادیانے بجانے والے کون ہیں آپ سوشل میڈیا کا وزٹ کریں تو آپ دیکھیں گے کہ جناب مجیب الرحمٰن شامی اور جناب عمار خان ناصر صاحب (معلوم نہیں وہ شامی ہیں یا مغربی) کی بات کو وائرل کرنے میں کادیانی بھی شامل ہیں جو اس بات کی علامت ہے کہ اس فکر کا کادیانیت کو فائدہ ہے اور وہ اسے سراہ رہے ہیں، صورت حال یہ ہے کہ اس قدر پابندیوں کے باوجود بھی کادیانی یورش و شورش دن بدن بڑھ رہی ہے زر، زیور، زن اور مکان و نوکری کے جھانسے دے کر مسلمانوں کو عقیدہ ختم نبوت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

قادیانیوں کو عبادت گاہیں بنانے کی اجازت دینا

کادیانیوں کو عبادت گاہیں بنانے کی اجازت دینے کا مطلب یہ ہے کہ انہیں آزادانہ تخریب وفراڈ کے مراکز قائم کرنے کی اجازت دے دی جائے، مسلم معاشرے میں اس ناسور کو پھیلنے دیا جائے اور یہ زہر آہستہ آہستہ پورے ماحول پر چھا جائے۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ’’مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَن يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنفُسِهِم بِالْكُفْرِ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ(التوبہ:۱۷) ‘‘مشرکین کو یہ حق نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مسجدوں کو آباد کریں، جس حالت میں وہ خود اپنے کفر کا اقرار کررہے ہیں، ان لوگوں کے سب اعمال اکارت ہیں اور دوزخ میں وہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔

نیز امام ابویوسفؒ کی کتاب ’’الخراج لأبی یوسف‘‘ میں ہے: ’’ویمنعوا من أن یحدثوا بناء بیعة أو کنیسة فی المدینة الّا ما کانوا صولحوا علیه وصاروا ذمة وھی بیعة لھم أو کنیسة: فما کان کذلک ترکت لھم ولم تھدم (ص ۱۴۰، فصل فی لباس أھل الذمة و زیھم، ط: المکتبة الأزھری) ‘‘نیا گرجا اور کنیسہ تعمیر کرنے کی اجازت نہیں ہوگی البتہ جو معاہدہ کے وقت گرجا موجود ہوگا اس کو گرایا نہ جائے گا۔(اسی کتاب میں آگے (ص۱۶۰) پر لکھا ہے: ’’وأما ما أحدث من بناء بیعة أو کنیسة فان ذلک یھدم (فصل: فی الکنائس والبیع والصلبان، ط:المکتبة الأزھریة) جو نیا گرجا یا کنیسہ بنایا جائے تو وہ گرادیا جائے گا۔‘‘

خلاصہ: خلاصہ یہ ہے کہ کادیانیوں کو شعائر اسلام کے استعمال، نئی عبادت گاہیں بنانے اور اپنے مذہب کی تبلیغ کا حق حاصل نہیں ہے امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے کہ ان زنادقہ و مرتدین کا ہر سطح پر راستہ روکیں، حضور خاتم النّبیین ﷺ کی ختم نبوت کے پہرے دار بن کر آئینی تقاضوں کے مطابق مرزائیت وقادیانیت کے جراثیم سے وطن عزیز کو پاک کریں۔

قادیانیوں کی قانونی حیثیت ...... پاکستان میں بحیثیت ایک اقلیت

قسط نمبر:13　جناب رفیق گوریجہ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

قادیانیوں کو شاید یاد نہیں، میں ان کی یادداشت تازہ کرنے کے لئے ایک بار پھر دہرادیتا ہوں کہ مسلمانوں نے اپنے لئے مذہب کی بنیاد پر الگ وطن پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔ جو اسی بنیاد پر انہیں مل گیا۔ قیام پاکستان کے وقت باؤنڈری کمیشن جو کہ حد بندی کا کام کر رہا تھا کہ روبرو قادیانیوں نے جو خود کو احمدی کہتے ہیں جو مؤقف اختیار کیا تھا اس کا لب لباب یہ تھا کہ احمدیہ جماعت، مسلمانوں سے الگ مذہب ہے۔ حیرت اس بات پر ہے کہ خود کو مسلمانوں سے مختلف الگ مذہب رکھنے والے قادیانی، جسے وہ خود احمدیہ کمیونٹی کہتے ہیں، ایسے موقف کے باوجود، وہ اپنے صریحاً مخالف مذہب اسلام کے حامل پاکستان چلے آئے۔ آخر ایسا کیونکر؟ اس کا مقصد محض مسلمانوں میں انتشار پھیلانا تھا، جو کہ وہ بدستور کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کے خود ساختہ مذہب کا بنیادی مقصد یہی رہا ہے۔

قادیانیوں کے کون سے حقوق ہیں، جو انہیں حاصل نہیں ہیں۔ قادیانیوں کے مطالبات کا مقصد سلجھاؤ نہیں، بلکہ الجھاؤ، لڑاؤ اور ٹکراؤ ہے، اور اس سے ان کی سخت بدنیتی کا اظہار ہوتا ہے۔ تمام مذاہب خواہ اکثریتی ہوں یا اقلیتی، اپنی اپنی حدود میں رہ کر اپنی اپنی عبادات، اور مذہبی معمولات کو ادا کرتے ہیں، اور اس کا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں ہوتا اور نہ ہی اس کا مقصد کسی کو دھوکہ دینا، یا دوسرے کے مذہب کے بارہ میں غلط اور گمراہ کن تاثر دینا ہوتا ہے۔ اعلیٰ عدالتوں نے، ایک سے زائد بار اس بات کو بے حد شفاف انداز میں واضح کیا ہے کہ قادیانی جو کچھ بھی چاہتے کہتے اور کرتے ہیں، اس سے ان کے مسلمان ہونے کا تاثر نہیں ابھرنا چاہئے اور نہ ہی وہ جگہ، جہاں وہ اپنی عبادات، اور مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں، یا ادا کرنا چاہتے ہیں، اس کو مسجد کہنے یا ویسی شکل دینے کا حق نہیں رکھتے، اور نہ ہی ایسی تمام تر عبادات، شعائر، مذہبی رسومات، صحابہ کرامؓ، بزرگوں، نیک صالح بندوں، افراد کے لئے دعائیہ کلمات اور ان کے لئے مخصوص القابات، جو کہ صدیوں سے مسلمانوں کے زیر استعمال ہیں، کو قادیانی استعمال نہیں کرسکتے۔ کیونکہ اس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے اور ان کے درمیان بے چینی کا باعث ہے، ان کے دین پر آنچ آتی ہے اور عام لوگوں، بالخصوص مسلمانوں میں ہر لمحہ گمراہی پھیلنے کا امکاں رہتا ہے۔ ایسی فریب کاری اور دھوکہ دہی سے معاشرہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے۔ اقلیتوں کے لئے اپنے مذہب کا آزادانہ اور ذمہ دارانہ استعمال ان سے یہ بھی تقاضہ کرتا ہے کہ کسی بھی دوسرے شخص، اور ان سے مختلف مذاہب کے پیروکاروں، کے لئے، ناراضگی، شک رنجی، توہین، بے حرمتی اور بے چینی کا باعث نہ ہو،

اور اپنی اپنی جائز حدود وقیود کے اندر رہیں۔یہی مذہبی رواداری ہے، جو ہر شخص کے لئے قابل ستائش ہے۔

یہاں پر ایک اور اہم بات ونکتہ انتہائی توجہ کا مستحق ہے۔دریں بارہ، مختصراً کہوں گا کہ مذہبی آزادی کا حق اپنے مذہب کے لئے ہے، نہ کہ دوسروں کے چوری کردہ مذہب کے استعمال کے لئے۔ پرانی راہ کیا چھوڑی کہ اب منزل نہیں ملتی۔قادیانیوں کو قطعاً یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کا مذہب سرقہ کر کے، اس کے لبادہ میں، قادیانی فکر کو اسلامی تعلیمات کی صورت میں پیش کرنے کا انہیں کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اس طرح سے مذہبی شکوک وشبہات پیدا کریں۔قادیانیوں کو یہ بھی حق نہیں کہ وہ بطور اقلیت، مسلمانوں کے دین، (اسلام) اور اس سے وابستہ تمام اعمالات، اصطلاحات، القابات، دعائیہ اور روزمرہ استعمال کے اسلامی کلمات کو چوری کر کے خود غلط طور پر مسلمان ظاہر کر کے، انہیں قادیانیوں کے پلیٹ فارم سے استعمال کریں، کیونکہ یہ ان کے ''اپنے مذہب'' کا اثاثہ نہیں ہیں۔جو کہ آزادی مذہب کی بنیادی شرط ہے۔ بلکہ یہ ان کے لئے چوری کردہ ناجائز مذہبی اثاثہ ہیں، جس پر ان کا کوئی حق نہیں۔

اور دنیا کا کوئی مہذب معاشرہ چوری کردہ اثاثوں کو ناجوازاً، غیر اخلاقاً، اور غیر قانونی طور پر اپنا کہہ کر استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا ہے۔

جو ورثہ مسلمانوں کا ہے وہ انہی کا ہے، اور ان کے اس حق کو کسی بھی طرح، چوری ڈاکہ سے، کسی کو ان سے چھیننے کا حق نہیں دیتا۔قادیانیوں کا جو اپنا ہے، وہ استعمال کریں اور اپنی حدود سے تجاوز نہ کریں۔ یہ بات کسی اور سے زیادہ، ان کی اپنی بہتری کے لئے ہے۔انہیں (قادیانیوں کو) یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ جو اثاثہ ان کا اپنا نہیں، بلکہ مسلمانوں کا ہے، قادیانیوں کو اسے استعمال کرنے، اپنا دکھانے، اور غلط انداز میں اپنی شناخت بحیثیت مسلمان ظاہر کرنے، اور اسی انداز میں ان کے استعمال کو اپنے اسلامی اعمال دکھانے، کا کوئی حق نہیں اور ان کے لئے ایسا کرنا فریب کاری اور دھوکہ دہی کے سوا کچھ بھی نہیں۔اور ایسے عمل کو کوئی بھی قانون تحفظ نہیں دیتا۔اور ایسے فعل کو کوئی بھی اچھا نہیں سمجھتا، اور نہ ہی اس کی تائید کرتا ہے۔

اتہام بے جا گستاخان اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بارے میں یا ان کے پیروکاروں نے ان کے بارہ جو کچھ کہا جن کا حوالہ اس مضمون میں دیا گیا ہے اور اسی نوعیت کے دیگر بیانات سراسر جھوٹ اور اللہ تعالیٰ پر بہتان ہے۔اس بارہ میں حکم باری تعالیٰ ہے:''کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ وَ کَذَّبَ بِالصِّدْقِ. اَفْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِباً......'' کی زد میں آتا ہے، اپنے متن کے لحاظ سے وہ تحریریں اس کی زد میں آتی ہیں، جو کہ سراسر کفر ہے۔

اسی طرح آنحضور سرورِ کائنات ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والوں کے لئے ارشادِ ربانی ہے: ''اِنا کفیناک المستھزئین......'' تمہاری طرف سے ہم ان مذاق اڑانے کی خبر لینے کے لئے کافی ہیں۔

آنحضور ﷺ کے مقام ومرتبہ کو سمجھنا، بیان کرنا، ہرکس وناکس کے بس کی بات نہیں، ان کی شخصیت کا سب سے شاندار پہلوان کا اپنے ہی خالق کا محبوب ہونا ہے، چاہت ایسی کہ انہیں خاص الخاص انتظامات کے ساتھ شرف باریابی عطا فرمایا۔ اس مقدس اور بے مثال سفر کے لئے ان کے ساتھ جانے اور ان کی حفاظت کی خاطر حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بدرقہ (محافظ ساتھی) کے فرائض سونپے گئے۔

پہلے مرحلے میں انہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت کا اعزاز بخشا۔ مختلف آسمانوں پر کئی ایک انبیاء علیہم السلام سے ملاقات جنت اور جہنم کا مشاہدہ، اور ایک خاص جگہ پر پہنچ کر حضرت جبرائیل علیہ السلام کی معذرت کہ وہ اس سے آگے نہیں جاسکتے۔ اس مقام سے لے کر اللہ تعالیٰ سے ملاقات تک کے عرصہ میں بس وہ دونوں اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب ہی تھے۔ آج کے زمانہ کی زبان میں جسے oneonOne ملاقات کہا جاتا ہے۔ یہ صرف وہ دونوں ہی جانتے ہیں کہ ان کے درمیان کیا راز ونیاز کی باتیں ہوئیں، اس سفر پر جانے اور واپسی تک وقت جہاں تھا، وہیں روک دیا گیا۔ اور کل کائنات کے عمل کو ساکت کر دیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضور ﷺ گھر واپس آئے تو دروازہ کی کنڈی ہل رہی تھی اور بستر بھی اتنا ہی گرم تھا جتنا وہ چھوڑ کر گئے تھے۔ ایسا سفر ایسے انتظامات، ایسی ملاقات نہ کسی کو پہلے نصیب ہوئی اور نہ ہی قیامت تک کسی اور کے حصہ میں آئے گی۔ ہر مسلمان کو مکمل اطمینان اور یقین ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ نے ایسے سفر اور ملاقات میں بھی اپنی امت کو نہیں بھلایا۔ اور اللہ تعالیٰ نے انہیں بے پناہ دیا، حق شفاعت بھی عطا فرمایا، اور قیامت کے دن آنحضور ﷺ کو خوش کرنے کا وعدہ بھی کیا۔ اس خصوصی وعدہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ اللہ رب العزت کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا، اور اس کا کیا ہوا وعدہ یقیناً پورا ہوگا۔

وَ اللّٰهُ لَا يُخۡلِفُ الۡمِيۡعَاد...... خَالِدِيۡنَ فِيۡهَا وَعۡدَ اللّٰهِ حَقًّا، وَ هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡم

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی شان میں جو کچھ کہا ہے، اسمیں کوئی کمی یا زیادتی نہیں کرسکتا۔ اللہ جل شانہ کا ان کے بارہ میں کہا گیا ہر لفظ حرف آخر ہے۔ اور وہ ان کی شان وعظمت کا آئینہ دار ہے۔

ان کی نبوت کے پہلے سالوں میں مشرکین مکہ اور مخالفین نبوت نے جس قسم کا معاندانہ اور گستاخانہ رویہ ان کے ساتھ رکھا اور جس صبر واستقلال کے ساتھ انہوں نے اسے برداشت کیا، اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ ایک خاتون جو آنحضور ﷺ پر کوڑا کرکٹ پھینکتی تھی۔ اس میں وقفہ ہوا، تو ان کی عظمت، اعلیٰ اخلاق تھا کہ وہ ان کی خبر گیری کے لئے خود اس کے پاس گئے۔ صحابہ کرامؓ نے جس محبت وفاداری اور خلوص کا اظہار ان سے کیا وہ بھی اپنی مثال آپ ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کی عزت ووقار کا خیال کس حد تک کرتے تھے۔ اس کے اظہار اور وضاحت کے لئے ایک آیت کریمہ کو بیان کرتا ہوں، ملاحظہ کیجئے:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَقُوۡلُوۡا رَاعِنَا وَ قُوۡلُوا انۡظُرۡنَا وَ اسۡمَعُوۡا (البقرۃ:۱۰۴)

اس آیت کا شانِ نزول اس طرح سے بیان کیا جاتا ہے کہ بعض اوقات یہودی آنحضور ﷺ کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ اور جو بات انہیں سمجھ نہ آتی تھی تو وہ لفظ راعنا بول کر ان کی توجہ دلاتے تھے۔ جیسا کہ اُردو زبان میں، خاص کر اشعار پڑھتے ہوئے، اگر کوئی شعر پسند آجائے سمجھ نہ آئے تو اس کی تکرار کے لئے لفظ مکرر، مکرر استعمال کیا جاتا ہے۔ عربی زبان میں یہ لفظ (راعنا) مثبت انداز میں سمجھا اور استعمال کیا جاتا تھا۔ جبکہ عبرانی زبان میں (جو کہ یہودیوں کی زبان تھی) اس کا استعمال منفی اظہار کے طور پر جس میں گستاخی اور بے ادبی کا پہلو نمایاں ہوتا تھا۔ یہودیوں کی طرح، بعض صحابہ کرامؓ بھی اس کے عربی زبان میں اچھے معنوں کی وجہ سے اسے استعمال کر لیتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اس طرح کی گستاخی کو بھی پسند نہیں فرمایا اور تاکیداً کہا کہ پہلے تو آنحضور ﷺ کی بات انتہائی سنجیدگی سے سننے کی تاکید فرمائی۔ تاکہ ایسی بات کو بارے دیگر دوبارہ سننے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ لیکن اگر کبھی ایسی ضرورت لاحق ہو بھی جائے تو لفظ راعنا کی بجائے انظرنا کا لفظ استعمال کیا جائے۔ جس میں گستاخی اور بے ادبی کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اس طرح کی احتیاط کا تقاضا خود اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے، ایسی ہی صورتحال میں، ایک شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ادب گاہیست زیر آسماں از عرش نازک تر　　نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

مذکورہ بالا آیتِ کریمہ سے اس بات کا اندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں کہ نبی کریم ﷺ کی شان میں گستاخی، کسی بھی صورت میں قطعاً گوارا نہیں ہے۔ جب تک قرآن پاک باقی ہے تو یہ آیت ربانی بھی باقی ہے اور اس کی موجودگی مستقل تقاضا کرتی ہے کہ اس پر من وعن عمل کیا جائے، اور ان (خاتم النّبیین ﷺ) کے احترام و تقدس کا ہر لحاظ سے خیال رکھا جائے، ان کے کسی بھی طرح سے کئے گئے استہزاء کی پکڑ کرنا اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمے لیا ہے۔ اللہ کی پکڑ جاری ہے، مگر ہم ہی غفلت کا شکار ہیں۔ اور اس کا ادراک نہیں کرتے۔ سمندری طوفان، میدانی علاقوں میں پانی کی کمی کے باوجود شدید قسم کے سیلاب، زلزلے اور مختلف نوع کی وبائیں وغیرہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کئے گئے وہ اقدامات ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے سورۃ الحجر (۹۵) میں کئے۔ وعدہ اور خود ذمہ داری لینے کے تسلسل میں مذکورہ بالا حادثات عمل میں آرہے ہیں۔ ہمیں سمجھ جانا چاہئے کہ انسانوں کی بھلائی اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آنے اور اپنے اعمال واحوال درست کرنے میں ہے۔ اور ہمیں قدرت کے مزید سخت اقدامات کا انتظار، اور اس کے لئے جواز مہیا کرنے سے باز رہنا چاہئے۔

اگر اس کی پکڑ اور اس کا تدارک نہیں کیا گیا تو پھر قانونِ الٰہی ''یستبدل قوماً'' حرکت میں آئے گا۔ اس بارہ میں انفرادی کوشش، رائے عامہ کی تشکیل، اور ضمیر کو بیدار کرنے کی حد تک تو ٹھیک ہے مگر جہاں گستاخی کرنے والوں کی عسکری قوت عام انسانوں سے بڑھ کر ہو تو ایسا فعل صرف فوجداری جرم نہیں رہتا،

بلکہ جنگی اقدام بن جاتا ہے۔اس صورت میں یہ ریاستی فرض بن جاتا ہے کہ وہ اس کے تدارک کے لئے مناسب اقدام اٹھائے۔اوران گستاخوں کی جوحیثیت ہے،بس یوں سمجھیں:

حضور بلبل بستان کرے نواسنجی خدا کی شان تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی

دنیاوی امتیازات،اور مذہب

اگرکسی بھی غیر مسلم شخص کواس جہاں میں،اپنی حکومت یاکسی بھی دوسری حکومت،ریاست کی طرف سے کوئی امتیازی تمغہ،اعزازی عہدہ یاکسی بھی قسم کا کوئی شخصی اعزاز یاانعام ملے،رزق میں اضافہ،تجارت یا ملازمت میں ترقی ہوتوہمیں خبردار رہنا چاہیئے کہ ایساسب کچھ اس کے مذہب کی سچائی کا آئینہ دارنہیں ہوتا۔ایسے عہدے اعزاز وانعامات وغیرہ اور دین دومختلف چیزیں ہیں۔ان امتیازات،اعزازات،انعامات،تمغہ جات، ترقیوں وغیرہ کے پس پشت بے شماروجوہات ہوتی ہیں جن میں اہم ترین وجہ ان افرادکواوران کے سرپرستوں کو نوازنا اوران کے ذریعہ،ان جیسوں کے لئے ترغیب کا باعث بناکر،دوسروں کو پھانسنا ہوتا ہے۔اسلامی نکتہ نظر سے،اللہ ایسے غیر مسلم شخص کواس کی دنیاوی خدمات اوراس کی دنیاوی اچھائیوں کا اجر دنیا میں ہی دے دیتا ہے اور آخرت میں ایسے غیر مسلم کا کوئی حق یا حصہ نہیں ہوتا۔مسلمانوں کوایسی باتوں سے گمراہ نہیں ہونا چاہیئے۔

رَبَّنَا لَا تَجۡعَلۡنَا مَعَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ (الاعراف:۴۷)''اے ہمارے رب!نہ کرتوہمیں ظلم پیشہ لوگوں کے ساتھ۔''اس کے ساتھ ہی اللہ رب العزت نے واضح کردیا کہ کافروں کی دعا ضائع جاتی ہے اس کے بارے میں حکم ربانی ہے:وَ مَا دُعٰٓؤُا الۡکٰفِرِیۡنَ اِلَّا فِیۡ ضَلٰلٍ (المؤمن:۱۰۵)

آنحضور سرور کائنات ﷺ نے اس کی بھی وضاحت فرمادی کہ غیر مسلم کے لئے کیا گیا ایصال ثواب اس کونہیں پہنچتا۔اس کے بارہ میں حدیث شریف اوراس کا پس منظراس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک شخص عاص بن وائل جوکہ کافرتھا،اوراسی حالت میں فوت ہوا،نے وصیت کی تھی کہ اس کی طرف سے سوغلام آزادکردیئے جائیں جس کی تکمیل میں اس کے بیٹے نے پچاس غلام آزادکردیئے اور بقیہ غلاموں کی آزادی کے مسئلہ پراس کے بیٹے عمرو نے کہاکہ وہ ایسانہیں کرے گاجب تک رسول اللہ ﷺ سے نہ پوچھ لے۔اس پر وہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضرہوئے اورآپ ﷺ کی بارگاہ میں مذکورہ بالا معاملہ پیش کیااوران سے رہنمائی کی استدعا کی۔تورسول اللہ ﷺ نے فرمایا:''اِنَّہ لَوْ کَانَ مُسْلِمًا فَاَعْتَقْتُمْ عَنْہُ اَوْ لِصَدَّقْتُمْ عَنْہُ اَوْ حَجَبْتُمْ عَنْہ بَلَغہ ذٰلِک (ابوداؤد،مشکوۃ)''اگروہ مسلمان ہوتا،پھرتم اس کی طرف سے آزاد کرتے یہ سب کچھ اسے پہنچ جاتا۔''

اس نہایت ہی خوبصورت جواب نے یہ واضح کردیا کہ ایصال ثواب صرف مسلمانوں کے لئے ہو سکتا ہے،غیر مسلموں(کافروں)کے لئے نہیں۔وہ ان تک نہیں پہنچتا۔

چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ

تبصرہ نگار: مولانا محمد احمد حافظ

مصنف: حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب: جلدیں ۵: طباعت عمدہ: ملنے کا پتہ: دفتر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان: رابطہ نمبر: ۰۶۱:۴۷۸۳۴۸۶!

دور حاضر میں تحفظ ختم نبوت کے کاز کا ذکر آئے اور مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم کا نام پردہ ذہن پر جھلمل نہ کرنے لگے، یہ ممکن نہیں۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب عقیدہ ختم نبوت کے محافظ، مبلغ اور مناد ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب قلم ادیب بھی ہیں۔ آپ کا قلم بھی تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت کے لئے وقف ہے۔ اب تک آپ کے قلم سے درجنوں کتابیں اور رسائل نکل چکے ہیں۔ مضامین کا فی الحال کوئی شمار نہیں۔ لکھتے ہیں تو ظاہر ہے کہ پڑھتے بھی ہیں، وسیع المطالعہ ہیں۔

''چمنستان ختم نبوت'' آپ کے قلم کا شاہکار ہے۔ اس کا پورا نام چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ ہے۔ یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے اور اس میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کسی بھی سطح پر بروئے کار آنے والے خوش نصیبوں کا دلآویز تذکرہ شامل ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا مقصد غلام ہندوستان کے مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے، ان کے حوصلے پست کرنے اور انہیں انگریز سامراج کا وفادار بنانے کے سوا کچھ نہ تھا۔ تاج برطانیہ کی مالی، اخلاقی اور سرکاری سپورٹ میں اس کا یہ خود کاشتہ پودا پھلنے پھولنے لگا۔ سادہ لوح عوام اس کے جال میں پھنسنے لگے اور اسے نبی ماننے لگے۔ حضرات علماء کرام کو صورت حال کا ادراک ہوا تو انہوں نے اس فتنے کے تعاقب میں اپنی صلاحتیں صرف کرنا شروع کر دیں۔ اوّل اوّل یہ سرگرمیاں انفرادی نوعیت کی تھیں، مولانا ثناء اللہ امرتسری، دارالعلوم دیوبند کے علماء اور بعض دیگر حضرات نے ذاتی حیثیت میں مرزا قادیانی کے محاسبے کا کام کیا۔ لیکن یہ فتنہ عوام میں جس تیزی سے پھیلنے لگا تھا۔ اس پر ضرورت تھی کہ قادیانیت کے حوالے سے عوامی بیداری کی تحریک چلائی جائے۔ چنانچہ ابوحنیفہ ہند حضرت العلام مولانا انورشاہ کاشمیریؒ نے حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر شریعت کا لقب دے کر عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے وقف کیا۔ شاہ جیؒ نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم سے قادیانیت کے تعاقب کو تنظیمی سطح پر منظّم کیا اور اس کے لئے باقاعدہ شعبہ تحفظ ختم نبوت قائم فرمایا۔

قیام پاکستان سے قبل قادیانیت کے سدباب کے لئے عوامی تحریک منظم کی۔ حتی کہ ان کی جدوجہد سے عام مسلمانوں کو صحیح اندازہ ہوگیا کہ قادیانیت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ مسلمانوں سے الگ مذہب کا حامل اسلام کا باغی گروہ ہے۔

قیام پاکستان کے بعد یہاں قادیانیت کے خلاف دو بڑی تحریکات چلیں، تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۵۳ء اور تحریک تحفظ ختم نبوت ۱۹۷۴ء ان دونوں تحریکات میں عوام وخواص نے مل کر اس فتنے کے تعاقب میں جاں فشانی وجاں فروشی کی نادر مثالیں پیش کیں۔ ان دو تحریکات کے علاوہ بھی عمومی طور پر مجاہدین ختم نبوت نے اس راہ وفا میں ان تھک خدمات انجام دیں۔ خواہ وہ عدالتی چارہ جوئی ہو۔ پارلیمنٹ کی جدوجہد ہو یا صحافتی میدان میں قادیانیت کا تعاقب ہو۔ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہم نے ایسے ہی جنون مآب مجاہدین ختم نبوت کے تذکروں کو چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ کے عنوان سے جمع کیا ہے۔ دنیا شاید ان گمنام افراد کو بھول جاتی اور ان کے تذکرے طاق نسیاں کی زینت بن جاتے۔ مگر حضرت کی اس محنت وکاوش سے ان مجاہدین ختم نبوت کے تذکرے نہ صرف محفوظ ہوگئے ہیں۔ بلکہ آنے والی نسلوں کے لئے مشعل راہ بھی ہیں۔

اس کتاب کی پہلی جلد مجلس تحفظ ختم نبوت کے امراء، نظماء، مبلغین اور مرکزی شوریٰ کے اراکین کے تذکرے پر مشتمل ہے۔ ان میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری، مولانا محمد علی جالندھری، مولانا لال حسین اختر، مولانا محمد حیات، محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری، حضرت سید نفیس الحسینی، شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی، مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر، مولانا محمد عبداللہ رائے پوری، مولانا عبدالرحمٰن میانوی، مولانا عبدالرحیم اشعر، مولانا محمد یوسف لدھیانوی، مولانا تاج محمود، حضرت مولانا محمد شریف کشمیری رحمہم اللہ جیسے اکابر مجلس تحفظ ختم نبوت کے سوانحی تذکرے ہیں۔ باقی جلدوں میں الف بائی ترتیب کے مطابق تذکرے شامل ہیں۔

اس مجموعے میں خاص وہ تذکرے جو مولانا اللہ وسایا زید مجدہم کے اپنے قلم سے ہیں وہ سادگی اور پرکاری کا نمونہ ہیں۔ اسلوب سادہ اور دلنشین ہے۔ آپ کو کہیں الفاظ کی طوطا مینا نظر نہیں آئے گی۔ البتہ بعض شخصیات کے تذکرے میں محض ایک دو لفظوں کا تبصرہ اس شخصیت کے مزاج ومذاق کا ایکسرے پیش کردیتا ہے۔

کتاب بڑے سائز کے صفحات پر مشتمل ہے۔ پانچوں جلدوں کے کل صفحات ۲۲۱۶ اور کل شخصیات ۲۴۶۰ ہیں۔ حضرت اپنے ''عرض مرتب'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''وہ تمام حضرات جنہوں نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے خدمات انجام دیں ان سب کا

احاطہ ممکن نہیں تھا لیکن جتنا ہو گیا غنیمت ہے۔اس میں سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کی تقسیم و تفریق، سیاسی و غیر سیاسی، کانگریسی، مسلم لیگی کا امتیاز، مسٹر اور ملا کے فرق کے بغیر جس نے ختم نبوت پر جو خدمت انجام دی ان کے تھوڑے یا زیادہ حالات جمع ہو گئے ہیں۔ان تمام حضرات کے تذکروں میں میرے سامنے فقط ان حضرات کی ختم نبوت کے حوالے سے کم یا زیادہ جتنی خدمت تھی اس کو لیا ہے۔ان حضرات کی سوانح وشخصیت کی طرف نہیں گیا کہ یہ میرے موضوع کے متعلق نہ تھا۔تاریخ پیدائش مل گئی تو درج کر دی۔نہیں ملی تو اس کا تعاقب نہیں کیا۔تاریخ وفات ذکر کی کوشش تو کی، نظر نہ پڑی تو جانے دیا، اس پر اٹکا نہیں۔''

بہر حال یہ عظیم الشان کام پانچ ضخیم جلدوں پر محیط ہے اور ان مجاہدین ختم نبوت کے مبارک و معطر تذکرے نئے راہروان راہ وفا کو ذوق شوق اور جذبہ عشق و مستی کو مہمیز دیتے ہیں۔ یقیناً یہ خوش نصیب لوگ تھے جو کسی بھی سطح پر تحفظ ختم نبوت کے محاذ پر کام آئے اور انہوں نے اپنی عاقبت سنوار لی۔

(ماہنامہ وفاق المدارس ج ۲۱، ش ۱۱ بابت ماہ ذی قعدہ ۱۴۴۵ھ مطابق جون ۲۰۲۴ء)

نوٹ: محترم تبصرہ نگار نے جو یہ تحریر فرمایا کہ مجلس احرار کے تحت شعبہ تحفظ ختم نبوت قائم کیا۔اس شعبہ کا نام شعبہ تبلیغ مجلس احرار اسلام تھا نہ کہ شعبہ تحفظ ختم نبوت۔اس شعبہ تبلیغ کو شعبہ تحفظ ختم نبوت کے نام سے مولانا سید عطاء المنعم شاہ بخاری کے دور میں تبدیل کیا گیا۔اس کے علاوہ مجلس احرار اسلام کا جھنڈا اور دستور میں بھی تبدیلیاں حضرت حافظ جیؒ کے زمانہ میں لائی گئیں۔(ادارہ!)

حضرت قاری محمد عثمان میانی کا وصال

آپ جناب قاسم علی کے ہاں ۱۹۶۲ء میں پیدا ہوئے۔آپ نے ابتدائی عصری تعلیم اپنے شہر پھلروان میں حاصل کی۔قاری جمیل احمد سہارنپوری کے ہاں حفظ اور قاری عبدالصمد گجرانوالہ کے ہاں تجوید و قرات پڑھی۔حق تعالیٰ نے آپ کو قرآن پڑھنے کا ملکہ عطا فرمایا تھا حدر و ترتیل پڑھنے میں علاقہ بھر میں ماہر تھے۔میانی میں تعلیم قرآن کا شعور بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی اور احباب مجلس سے شفقت سے پیش آتے۔آپ کے استاد مکرم قاری جمیل نے آپ کی میانی میں تشکیل فرمائی۔استاد کے حکم پر ایسا عمل پیرا ہوئے کہ آخری سانس بھی میانی میں لیا۔مئی ۲۰۲۴ء کو ٹریفک حادثہ میں شہید ہو گئے۔مفتی حبیب اللہ نے جنازہ پڑھایا۔کثیر تعداد میں علماء نے شرکت کی۔مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا عبدالواحد اور مولا محمد قاسم سیوطی، جامعہ عبیدیہ فیصل آباد کے مولانا محمد قاسم، قاضی مطیع اللہ سعیدی و دیگر کثیر تعداد میں شرکاء نے شرکت کی۔پسماندگان میں تین بیٹے قاری محمد عمران حضرت مولانا قاری امین عمیم الاحسان، قاری محمد عمیر اور پانچ بیٹیاں ہیں۔

تبصرہ کتب

تبصرہ کے لیے دو کتب کا آنا ضروری ہے: تبصرہ نگار: مولانا عتیق الرحمٰن سیف

النفائس من اللالی فی مسائل الاضاحی یعنی قربانیوں کے مسائل: مرتب مولانا محمد اشرف مجددی خانقاہ سید احمد شہیدؒ گوجرانوالہ، صفحات: ۸۸: قیمت درج نہیں: ناشر: مکتبہ حسینیہ قذافی روڈ گرجاکھ، گوجرانوالہ۔

مولانا محمد اشرف مجددی صاحب جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل اجل ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانولہ کے امیر بھی ہیں۔ آپ نے حال ہی میں ایک کتابچہ ''قربانیوں کے مسائل'' کے نام سے مرتب فرمایا ہے۔ جیسا کہ آج کل دیکھنے میں آیا ہے کہ مسائل قربانی سے لاعلمی کی وجہ سے ظاہری طور پر قربانی تو کردی جاتی ہے۔ لیکن بہت سارے ضروری مسائل جن کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ مثلاً قربانی کے جانوروں کی عمر کا لحاظ نہ کرنا، ان عیوب کا نہ دیکھنا یا خیال نہ رکھنا جن کی وجہ سے قربانی جائز نہیں ہوتی وغیرہ۔ ان جیسے موضوعات اوراس کے علاوہ بہت ہی اہم مسائل کو اس کتابچہ میں جمع کردیا ہے۔ اسی طرح چند ایک دیگر عنوانات جن پر قلم کشائی کی گئی ہے، جو درج ذیل ہیں:

قربانی کا ثواب، قربانی کی شرائط، قربانی کا رکن، قربانی کی اقسام، قربانی کس پر واجب ہے، قربانی کے جانور، جانوروں کی عمریں، قربانی کے دن اور قربانی کا گوشت، قربانی کی کھال، ان عنوانات کے تحت جتنے بھی مسائل عام طور پر پیش آتے ہیں ان کے احاطہ کی کوشش کی گئی ہے۔ اور ہر بات باحوالہ ذکر کی گئی ہے، اس کتابچہ کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس میں جہاں کہیں مشکل لفظ آیا ہے۔ صاحب کتابچہ نے اس لفظ پر حاشیہ قائم کرکے وضاحت فرمادی ہے۔

اس طور پر اس کتابچہ سے علماء اور طلباء کے علاوہ عام لوگ بھی آسانی سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔ معیاری کمپوزنگ اور عمدہ کاغذ وطباعت سے مزین ہے۔ اہل ذوق کے لیے انمول تحفہ ہے۔

بیس رکعات تراویح عہد بہ عہد: مرتب: مولانا قاری احسان اللہ احسان: صفحات: ۳۲: قیمت درج نہیں: ناشر: جامعہ سیدنا ابی ابن کعبؓ، استرانہ جنوبی، ڈیرہ اسماعیل خان: نمبر: ۰۳۳۴۔۲۴۰۷۰۱۳

مولانا قاری احسان اللہ احسان صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''رکعات تراویح بیس یا آٹھ'' ماہنامہ بینات کراچی میں اپریل، مئی ۲۰۲۰ء میں شائع ہوا۔ جسے برصغیر پاک وہند کے علماء نے بے حد پسند

فرمایا۔ گزشتہ سال جب حکومت سعودیہ نے حرمین شریفین میں دس رکعات تراویح کا اعلان کیا تو اس مضمون کی اہمیت بڑھ گئی۔ گویا پہلے اہل سنت والجماعت کے حضرات کے درمیان اختلاف رکعات تراویح بیس یا آٹھ میں تھا لیکن اب بیس یا دس یا آٹھ میں ہوگا۔ اس صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے مرتب نے اپنے احباب کی مشاورت کے بعد اسی مضمون کو ’’بیس رکعات عہد بہ عہد‘‘ کے نام سے شائع کیا۔ جس میں اسی مضمون کی اغلاط وتصحیح اور کمی، بیشی بھی کی گئی ہے۔ اس رسالہ کی ابتداء میں علماء ہند وپاکستان کی تقریظات ہیں۔ بعد ازاں عہد بہ عہد تراویح کی تاریخ کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً تراویح عہد نبوی ﷺ میں، تراویح عہد صدیقیؓ میں، عہد فاروقیؓ میں، عہد عثمانیؓ میں، عہد مرتضویؓ میں، حضرت علیؓ کا اپنا عمل، امام جعفرؒ کا عمل، جمہور صحابہؓ کا عمل، مذاہب اربعہؒ، امام ترمذیؒ کا ارشاد، آخر میں ’’خلاصہ بحث‘‘ اور چند سوالات اور ان کے جوابات‘‘ کے عنوانات سے دلائل قائم کر کے بحث کی گئی ہے۔

دیدہ زیب ٹائٹل اور عمدہ کمپوزنگ اور معیاری کاغذ سے مزین کیا گیا ہے۔ تراویح کی تعداد کے بارے میں مستند اور باحوالہ معلومات حاصل کرنے کے لیے بے حد مفید معلوم ہوتا ہے۔

<u>ختم نبوت اور رد قادیانیت</u>: افادات۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ: مرتب۔ مولانا محمد عبداللہ انیس: صفحات: ۲۰۰: قیمت: درج نہیں۔ ملنے کا پتہ۔ مسجد خاتم النّبیین فیروز والا روڈ شہزادہ شہید کالونی، گلی نمبر ا گوجرانوالہ۔ رابطہ نمبر: ۰۳۲۱.۶۴۵۹۳۴۲

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خاں صفدرؒ کے رد قادیانیت پر چار رسائل ہیں۔ (۱) مقالہ ختم نبوت قرآن وحدیث کی روشنی میں۔ (۲) ضوء السراج یعنی چراغ کی روشنی۔ (۳) توضیح المرام فی نزول عیسیٰ علیہ السلام۔ (۴) مودودی صاحب کا غلط فتویٰ۔ یہ چاروں رسائل مجلس تحفظ ختم نبوت نے احتساب قادیانیت ج ۳۳ میں یک جا شائع کر دیئے ہیں۔

’’قادیانی جنازہ‘‘ کی بابت آپ کا ایک فتویٰ رسالہ کی شکل میں شائع ہوا، جو مجلس تحفظ ختم نبوت نے فتاوی ختم نبوت کی ج ۲ میں شائع کیا ہے۔ ان کے علاوہ آپ کی تفسیر ذخیرۃ الجنان، آپ کے خطبات، الشریعہ کا امام اہل السنّت نمبر یا جہاں کہیں بھی رد قادیانیت کے حوالہ سے آپ کا کوئی بیان، کوئی ملفوظ، کوئی واقعہ ملا، مرتب رسالہ ہذا جناب مولانا عبداللہ انیس نے ان سب کو اس کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ بہت محنت سے آپ نے ذخیرہ یکجا کیا ہے۔ مختصر مگر جامع رد قادیانیت پر حضرت شیخ الحدیث کے ان افادات کو جمع کرنے پر مرتب مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حیدر آباد ڈویژن میں ختم نبوت کی بہاریں

مولانا محمد ابرار شریف

مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں کی حیدر آباد میں تشریف آوری ہوئی۔ ۲۳ تا ۲۶ مئی ۲۰۲۴ء مجلس کے زیر اہتمام خطبات جمعہ، بار ایسوسی ایشنز میں بیانات، دینی مدارس میں پروگرامات سمیت بڑی کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ ان تمام پروگراموں کی اجمالی رپورٹ ملاحظہ فرمائیں:

۲۳ مئی ۲۰۲۴ء کو صبح ۹ تا ۱۱ بجے مدرسہ دارالعلوم اسلامیہ اشرف آباد ضلع ٹنڈو الہیار میں علماء کرام وطلباء عظام کے لئے تربیتی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے بیان فرمایا۔ ۲۳ مئی ۱۲ تا ۱ بجے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ضلع ٹنڈو الہ یار میں تحفظ ختم نبوت سیمینار ہوا۔ مولانا حیات حیدری نے تلاوت جبکہ مولانا محمد کاشف حنفی نے نقابت کی۔ سیمینار سے راقم الحروف، مولانا راشد محبوب امیر مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع ٹنڈو الہ یار، مولانا مفتی محمد راشد مدنی کے بیانات ہوئے۔ آخر میں چار نکاتی قرارداد پیش کی گئی: (۱) بار کونسل کی حدود میں قادیانی و اسرائیلی مصنوعات کے بائیکاٹ کا نوٹس جاری کیا جائے۔ (۲) کوئی مسلمان وکیل کسی قادیانی کا کیس نہ لے۔ (۳) نئے آنے والے وکلاء سے ختم نبوت کا حلف لیا جائے۔ (۴) اگر کوئی قادیانی وکیل آتا ہے تو اس کی رجسٹریشن ہی نہ کی جائے۔ بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد میمن محلہ ضلع ٹنڈو الہیار میں عظیم الشان فقید المثال تحفظ ختم نبوت کانفرنس کا انعقاد کیا گیا جس میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد راشد محبوب ٹنڈو الہ یار، مولانا تاج محمد حنفی، شاہین جمعیت حافظ حمد اللہ کے بیانات ہوئے۔ محترم جناب حافظ منیر احمد خان نے نعتیہ کلام پیش کیا۔

۲۴ مئی ۱۱ تا ۱۲ بجے ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ضلع ٹنڈو محمد خان میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے سیمینار منعقد کیا گیا۔ ایڈووکیٹ سپریم کورٹ منظور احمد پنھور نے تلاوت کلام پاک کی سعادت حاصل کی۔ سیمینار میں مہمان خصوصی مولانا مفتی محمد راشد مدنی، ان کے ہمراہ ٹنڈو محمد خان کے مفتی محمد عرفان سومرو اور راقم الحروف (ابرار شریف) نے خطاب کیا۔ اس موقع پر ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن ٹنڈو محمد خان کے جنرل سیکرٹری عنایت علی سھتو، پیپلز لائیرز فورم کے ضلعی صدر ایڈووکیٹ محمد علی قریشی اور بار کے نائب صدر ایڈووکیٹ غلام مرتضی میمن نے بھی خطاب کیا۔

۲۴ مئی کا خطبہ جمعہ مولانا مفتی محمد راشد مدنی نے حیدر آباد کی آزاد میدان مسجد میں، مولانا محمد

رضوان قاسمی نے بخاری مسجد گاڑی کھاتہ میں اور راقم الحروف نے پرانے تبلیغی مرکز ابراہیم خلیل اللہ ہیرآباد میں ارشادفرمایا۔

بعد نماز عشاء مجلس تحفظ ختم نبوت حیدرآباد کے زیراہتمام ایک عظیم الشان تاریخ ساز فقید المثال تحفظ ختم نبوت کانفرنس پریٹ آباد حیدرآباد میں منعقد ہوئی۔کانفرنس کا آغاز فضیلت الشیخ قاری عبدالرزاق کی تلاوت سے ہوا، کانفرنس سے مہمانان خصوصی شاہین جمعیت حافظ حمداللہ، علامہ رب نواز حنفی، مولانا مفتی محمد راشد مدنی، سابق وزیراعلیٰ سندھ ارباب غلام رحیم، متحدہ قومی موومنٹ کے ایم پی اے راشد قریشی، مولانا رضوان قاسمی کراچی، حافظ منیر احمد خان، جمعیت علماء اسلام صوبہ سندھ کے سیکرٹری اطلاعات مولانا تاج محمد ناہیوں، مولانا عبدالسلام قریشی امیر مجلس حیدرآباد، مولانا ڈاکٹر سیف الرحمٰن آرائیں اور راقم الحروف نے بیانات کئے۔نقابت مولانا رضوان قاسمی نے کی۔کثیر تعداد میں علماء کرام وعوام الناس نے شرکت کی۔

۲۵رمئی صبح ۱۰تا ظہر مدرسہ جامعہ عفراء للبنات خورشید چوک کوٹری ضلع جامشورو، جامعہ فاطمہ الزہرا للبنات سنڈوز روڑ ضلع جامشورو، جامعہ انوارالقرآن لیبر کالونی سائیٹ ایریا کوٹری ضلع جامشورو اور مدرسہ خاتم النّبیین ﷺ سائیٹ ایریا کوٹری ضلع جامشورو میں مولانا مفتی محمد راشد مدنی، مولانا محمد رضوان قاسمی کے بیانات ہوئے۔۲۵مئی کو بعد نماز عشاء مجلس تحفظ ختم نبوت کوٹری ضلع جامشورو کے زیراہتمام عظیم الشان تاریخ ساز فقید المثال سیرتِ خاتم الانبیاء کانفرنس نزد خدیجۃ الکبریٰ مسجد لیبر کالونی کوٹری ضلع جامشورو میں منعقد ہوئی، کانفرنس کا آغاز فضیلت الشیخ قاری محمد عمر کی تلاوت سے ہوا، کانفرنس سے مہمانان خصوصی شاہین جمعیت حافظ حمداللہ، علامہ رب نواز حنفی، مفتی مولانا محمد راشد مدنی، مولانا رضوان احمد قاسمی، قائد انصار الاسلام جناب انجینئر عبدالرزاق عابد لاکھو اور راقم الحروف کے بیانات ہوئے۔مولانا حافظ منیر احمد خان نے ہدیہ نعت رسول مقبول پیش کیا۔

۲۶رمئی بعد نماز ظہر جنہان سومرو میں ختم نبوت کانفرنس مولانا محمد ابراہیم سومرو کی صدارت میں منعقد ہوئی۔کانفرنس میں راقم الحروف، سندھی زبان کے معروف خطیب مولانا محمد عیسیٰ سموں، مولانا مفتی محمد راشد مدنی اور مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے بیانات ہوئے۔نقابت کے فرائض مدرسہ کے مہتمم مولانا جمیل الرحمٰن نے سرانجام دیئے۔ بعد نماز مغرب جامعہ انوارالقرآن قاسمیہ ٹالپور میں مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا بیان ہوا۔بعد نماز عشاء مدینہ مسجد شاہی بازار ٹنڈو محمد خان میں ضلعی امیر مولانا محمد ابراہیم سومرو مدظلہ کی صدارت میں منعقد ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کی۔مولانا محمد حنیف سیال سندھی، راقم الحروف، مفتی محمد راشد مدنی اور مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے میں بیانات ہوئے۔

جماعتی سرگرمیاں

ادارہ

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کا دورہ سندھ

مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۱۹؍مئی ۲۰۲۴ء کو سندھ کے بارہ روزہ دورہ پر تشریف لائے۔ دورہ کا آغاز پنوعاقل کی کئی ایک مساجد ومدارس میں بیانات سے ہوا۔

۲۱؍مئی کو امروٹی مسجد شکار پور میں مولانا محمد حسین ناصر کے ساتھ مولانا ظفراللہ سندھی کی دعوت پر حاضری ہوئی۔ کئی ایک جماعتی احباب سے ملاقات کے علاوہ امروٹیؒ مسجد میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت وبیان کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۲۱؍مئی کو جامعہ اشرفیہ سکھر میں طلبہ واساتذہ کرام کو ختم نبوت کے عنوان پر سبق پڑھایا۔ نیز سکھر مجلس کے ناظم اعلیٰ مولانا عبداللطیف اشرفی کی مسجد الفاروق میں عصر کی نماز کے بعد مختصر بیان کا موقع ملا۔ ۲۲؍مئی گمبٹ کی مدنیہ مسجد میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں شرکت وبیان کا وقت ملا۔ ۲۳؍مئی ٹنڈوآدم میں علامہ احمد میاں حمادیؒ کے فرزندان گرامی سے اظہار تعزیت کیا اور مرحوم کے رفع درجات کی دعا کی۔ بعد ازاں دارالعلوم ختم نبوت میں مغرب کی نماز کے بعد بیان ہوا۔ دارالعلوم کے بانی مجلس کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا مفتی حفیظ الرحمٰن مدظلہ ہیں، ناظم مولانا حبیب الرحمٰن ہیں۔ عشاء کی نماز کے بعد اوڈیرو لال اسٹیشن میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس میں مبلغ مولانا تجمل حسین کے ساتھ شرکت کی۔

۲۴؍مئی جمعۃ المبارک کا خطبہ جامع مسجد نبی الرحمت میر پور خاص میں ہوا۔ عصر سے عشاء تک مرکز ختم نبوت میں منعقدہ ختم نبوت کورس میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان ہوا۔ بعد نماز عشاء دولت آباد کھپرو میں مولانا مختار احمد کی معیت میں حاضری وبیان ہوا۔ ۲۵؍مئی کو مرکز ختم نبوت میں منعقدہ ختم نبوت کورس میں حیات عیسیٰ علیہ السلام اور کذبات مرزا پر بیان ہوا۔ ۲۶؍مئی جھان سومرو اور ٹنڈو محمد خان میں کانفرنسوں میں شرکت۔ ۲۷؍مئی جامعہ عائشہ للبنات جام شورو، مدرسہ مصباح العلوم کوٹری میں طلبہ وطالبات کو عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت پر بیان کیا۔ رات عشاء کے بعد مہران سوسائٹی جام شورو میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس زیر صدارت مولانا محمد عاصم جلالپوری بیان ہوا۔ اسی روز جامع مسجد دارالعلوم کوٹری میں بھی درس ہوا۔

۲۸؍مئی ٹھٹھہ کے مدرسہ دارالفیوض بنوریہ میں طلبہ واساتذہ سے بیان۔ صبح مدرسہ باب الاسلام ٹھٹھہ کے بانی مولانا محمد ابراہیم میمن کی وفات پر تعزیت اور دعائے مغفرت۔ بعد نماز عشاء، مدنیہ مسجد سجاول

میں منعقدہ کانفرنس سے خطاب۔ آخری خطاب قاری کامران احمد حیدرآباد کا ہوا۔ انتظام وانصرام مولانا غلام حسین، مولانا محمد حنیف سیال نے کیا۔

۲۹؍مئی دارالعلوم الحسینیہ حنفیہ دوڑ میں مولانا مفتی راشد اقبال مدظلہ کی نگرانی میں طلبہ واساتذہ سے بیان ہوا۔ دارالعلوم حمادیہ ٹھیڑی مولانا محمد فیاض مدظلہ کی فرمائش پر عصر کے بعد بیان ہوا ضلع خیرپور میرس کے مبلغ مولانا فاروق احمد سیجو کی معیت حاصل رہی۔ ۳۰؍مئی عشاء کی نماز کے بعد تھریچانی شریف درگاہ کے سجادہ نشین مولانا محمد طاہر شیخ کی صدارت میں ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ ہالیجی شریف کے سجادہ نشین مولانا سائیں عبدالقادر ہالیجوی، مولانا توصیف احمد جالندھری، مولانا محمد حسین ناصر اور راقم کے بیانات ہوئے۔ سندھی زبان کے خطیب مولانا اسداللہ کھوڑو کا سندھی زبان میں بیان ہوا۔ ۳۱؍مئی جمعۃ المبارک کا خطبہ جامعہ قاسم العلوم حمادیہ ڈھرکی کی عظیم جامع مسجد میں ہوا اور گھوٹکی میں منعقدہ ختم نبوت کانفرنس کی دو نشستیں منعقد ہوئیں۔ پہلی نشست سے مولانا لطف اللہ سومرو، مفتی نور محمد لکھن، مولانا محمد حسین ناصر اور عشاء کے بعد دوسری نشست سے پنوعاقل کے مولانا ضیاء الرحمٰن حیدری اور راقم کے بیانات ہوئے۔ صدارت ضلعی امیر مولانا سید نور محمد شاہ نے کی۔ انتظامات میں مولانا محمد یوسف شیخ، حاجی غلام رسول سانگی پیش پیش رہے۔

مولانا عادل غنی کا چار روزہ تبلیغی دورہ کوئٹہ ڈویژن

یکم؍جون سے ۴؍جون ۲۰۲۴ء مولانا عادل غنی کوئٹہ ڈویژن تشریف لائے اور مختلف مقامات پر کورسز منعقد کئے گئے۔ تمام کورسز میں مولانا عادل غنی اور مبلغ مولانا محمد عنایت اللہ نے اسباق پڑھائے۔ یکم؍جون ۲۰۲۴ء صبح گورنمنٹ ہائی سکول پشین، گورنمنٹ ڈگری کالج پشین، بعد نماز ظہر مولانا فضل مولیٰ کی سرپرستی میں جامعہ سراج العلوم کچلاک میں کورس منعقد ہوا۔

۲؍جون ۲۰۲۴ء بعد نماز ظہر مولانا عطاء اللہ کی سرپرستی میں جامعہ مفتاح العلوم پشین میں، بعد نماز مغرب جامعہ ریاض العلوم بوستان میں مولانا حافظ احمد علی کے نگرانی میں کورس منعقد ہوا۔

۳؍جون ۲۰۲۴ء صبح گورنمنٹ ہائی سکول نوحصار کوئٹہ، ۱۰ صبح بجے جامعہ العلوم الاسلامیہ کچلاک، بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ ترتیل القرآن قلعہ عبداللہ مولانا سعید الرحمٰن مسلم کی سرپرستی میں کورس منعقد ہوا۔

۴؍جون ۲۰۲۴ء حافظ عبدالرشید کی نگرانی میں صبح گورنمنٹ ہائی سکول چمن، ۱۰ بجے میرٹ سکول چمن، ۱۲ بجے جامعہ تفسیریہ شمس العلوم چمن، بعد نماز ظہر جامعہ اسلامیہ علامہ عبدالغنی ٹاؤن چمن میں مولانا حافظ محمد یوسف کی سرپرستی میں کورسز منعقد ہوئے۔ الحمدللہ سارے شرکاء کورس بہت متاثر ہوئے اور خوب استفادہ کیا۔ ان تمام پروگراموں میں جماعتی رفقاء نے خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

ختم نبوت کنونشن پنو عاقل

۱۲ مئی ۲۰۲۴ء کو مرکزی جامع مسجد پنو عاقل میں ختم نبوت کنونشن منعقد ہوا، جس میں تلاوت قاری عبد القادر چاچڑ نے جبکہ نعت جناب رستم الدین جسکانی نے پڑھی۔ مفتی محمد طاہر ہالیجوی، مولانا محمد حسین ناصر مبلغ سکھر، مفتی محمد راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان، سائیں عبد القادر ہالیجوی اور حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد مدظلہ کے بیانات ہوئے۔ پروگرام میں حضرت مولانا سائیں حزب اللہ، حضرت مولانا اسامہ محمود، خانقاہ عالیہ تھریچانی شریف کے میاں محمد طاہر شیخ، خانقاہ بانجی شریف کے میاں صبغت اللہ دھاریجو، مولانا ظفر اللہ سندھی مبلغ لاڑکانہ، مجاہد ختم نبوت محترم جناب حاجی بشیر احمد شیخ اور دیگر اکابرین شریک تھے۔ پروگرام کا اختتام حضرت خواجہ صاحب کی رقت آمیز دعاء کے ساتھ ہوا۔ پنو عاقل کے تمام دوستوں نے بھرپور محنت کی۔

ضروری اعلان ...... مجلس تحفظ ختم نبوت کی تمام مقامی جماعتیں متوجہ ہوں!

۲۶ جون ۲۰۲۴ء کو ملتان دفتر مرکزیہ میں مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں بعض مقامی جماعتوں کی طرف سے یہ تحریری صورت حال سامنے آئی کہ مجلس کے مبلغین یا مبلغ نے مقامی جماعتوں کے انتخابات میں مداخلت کی، اپنی رائے دی، مقامی جماعت کی رائے پر اشکال پیش کیا۔ اس پر مجلس عاملہ نے غور و خوض کے بعد متعلقہ مبلغ یا مبلغین کی موجودگی میں فیصلہ کیا کہ جب بھی مقامی جماعتوں کے انتخابات ہوں تو مبلغین رکنیت سازی کی مرکز سے کاپیاں لے جاکر مقامی جماعت کے سپرد کر دیں۔ مبلغین حضرات رکنیت سازی، جماعت سازی، انتخاب کی تاریخ، اجلاس کی صدارت یا اس میں اپنی پسند ناپسند کو دخیل نہ کریں۔ صرف اور صرف مقامی جماعت اپنی صوابدید پر اس عمل کو مکمل کرے۔ رکنیت سازی کا عمل مکمل ہونے کے بعد رکنیت سازی کی کاپیاں وصول کر کے ملتان دفتر مرکزیہ جمع کرانا یہ فریضہ متعلقہ مبلغ صاحب انجام دیں گے۔ البتہ تبلیغی خدمات یا بیانات کے لئے جہاں مقامی جماعت مبلغ صاحب کی ضرورت محسوس کرے ان سے رابطہ کریں۔

نیز یہ بھی طے ہوا کہ آئندہ مقامی جماعتیں ناظم تبلیغ کے لئے اپنی جماعتی باڈی میں ایسے عالم دین کو مقرر کریں کہ وہ علاقہ بھر میں مقامی جماعت کی ہدایات کی روشنی میں اعزازی طور پر تبلیغ کی خدمات بھی انجام دے سکیں، تاکہ تبلیغ دین، اشاعت اسلام اور ترویج تحفظ ختم نبوت کا کام زیادہ سے زیادہ مؤثر انداز میں ہوسکے۔ صدر اجلاس مرکزی ناظم اعلیٰ مدظلہم کے حکم پر مرکزی نائب امیر مولانا صاحبزادہ عزیز احمد مدظلہم نے دعا خیر کرائی۔

العارض ...... فقیر: اللہ وسایا ملتان

رعایتی قیمت مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

نمبر شمار	نام کتاب	مصنف	قیمت
1	محاسبہ قادیانیت. جلد نمبر 1 تا 32 (مزید جلدوں کی اشاعت جاری ہے)	متعدد حضرات کے مجموعہ رسائل	11200
2	قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کی مصدقہ رپورٹ (5 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
3	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	پروفیسر محمد الیاس برنیؒ	500
4	رئیس قادیان	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
5	آئینہ قادیانیت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	300
6	ائمہ تلبیس	ابوالقاسم مولانا محمد رفیق دلاوریؒ	500
7	قادیانیوں سے فیصلہ کن مناظرے	جناب محمد متین خالد صاحب	250
8	ایک ہفتہ شیخ الہندؒ کے دیس میں	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	250
9	چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ (5 جلدیں) مکمل سیٹ	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1500
10	قادیانی شبہات کے جوابات (کامل)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	600
11	تحفہ قادیانیت (چھ جلدیں)	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ	1800
12	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (جلد اوّل)	مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ	350
13	مجموعہ رسائل (ردقادیانیت) (جلد دوم)	رسائل اکابرین	350
14	اسلام اور قادیانیت ایک تقابلی مطالعہ	مولانا عبدالغنی پٹیالویؒ	300
15	خطبات شاہین ختم نبوت (دوجلدیں)	مولانا محمد بلال ، مولانا محمد یوسف ماما	700
16	تذکرہ مجاہدین ختم نبوت	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	350
17	قادیانیت کا تعاقب	مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مولانا قاضی احسان احمد	250
18	تحریک ختم نبوت (10 جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	4500
19	مقدمہ بہاولپور مکمل سیٹ (تین جلدیں)	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	1000
20	ختم نبوت کورس	مولانا مفتی مصطفیٰ عزیز صاحب	350
21	مولانا ظفر علی خان اور فتنہ قادیانیت	جناب محمد متین خالد صاحب	400
22	فتنہ قادیانیت کے خلاف عدالتی فیصلے (دوجلدیں)	جناب محمد متین خالد صاحب	700
23	فتنہ گوہر شاہی	مولانا سعید احمد جلال پوری شہید رحمۃ اللہ علیہ	200

نوٹ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تبلیغی ادارہ ہے۔ تبلیغ کے نقطۂ نظر سے تقریباً لاگت پر کتب مہیا کی جاتی ہیں

ملنے کا پتہ: ...... عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان ...... جامعہ عربیہ ختم نبوت مسلم کالونی چناب نگر ضلع چنیوٹ

تاجدار ختم نبوت زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد

بفیضان خواجۂ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب نور اللہ مرقدہ

50 سالہ جشن زریں 1974ء-2024ء Golden Jubilee

یومِ ختمِ نبوّت

چلو چلو ختم نبوت چوک قصہ خوانی چلو

بتاریخ 7 ستمبر 2024ء بروز ہفتہ بوقت بعد نماز عشاء

50ویں سالانہ کانفرنس بیادِ 7 ستمبر 1974ء

جب قومی اسمبلی میں ملک وملت کے غدار قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

عقیدۂ ختم نبوت

اسلام کا قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے جو کہ ضروریاتِ دین میں سے ہے عہد نبوت سے لیکر آج تلک امت کا متفقہ عقیدہ رہا ہے کہ نبی مکرم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلا کسی تاویل اور تخصیص کے خاتم النبیین ہیں صلّوا علیہ وآلہ

رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لانا اسلام اور انکار کفر ہے

مرکزی قائدین کا خطاب

بعد از نماز عشاء بمقام ختم نبوت چوک قصّہ خوانی پشاور میں ہو گا ان شاء اللہ

رابطہ
0333-9347034
0333-9182737
0336-5574009

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

/amtkn313　www.emaktaba.info
WWW.AMTKN.COM
ameer@khatm-e-nubuwwat.com

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

7 ستمبر 1974 کو پاکستان کی قومی اسمبلی میں قادیانیوں اور لاہوری گروپ کو متفقہ طور پر
غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا 7 ستمبر 2024 کو اِس فیصلے کے 50 سال مکمل ہونے پر

بتاریخ
7
ستمبر بروز ہفتہ
بعد نمازِ عصر
2024

بمقام
مینارِ پاکستان لاہور

یوم الفتح

فقید المثال
تاریخی
عظیم الشان

ختمِ نبوت گولڈن جوبلی

بڑے تزک و اِحتشام کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے

زیرِ صدارت
پیرِ طریقت رہبرِ شریعت خاکوانی
حضرت مولانا
حافظ محمد ناصر الدین خان
ولی کامل
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ نقشبندی مجددی حفظہ اللہ

علماء کرام مشائخ قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

مہمانِ خصوصی
قائد ملت اسلامیہ قائد جمعیۃ
حضرۃ مولانا فضل الرحمن دامت برکاتہم
مرکزی امیر جمعیۃ علماء اسلام

منجانب
شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوۃ لاہور

0300-4304277
0300-4275579
0302-4198012

قیمت فی شمارہ -/30 روپے
قیمت سالانہ -/360 روپے